ائمۂ الحرمین

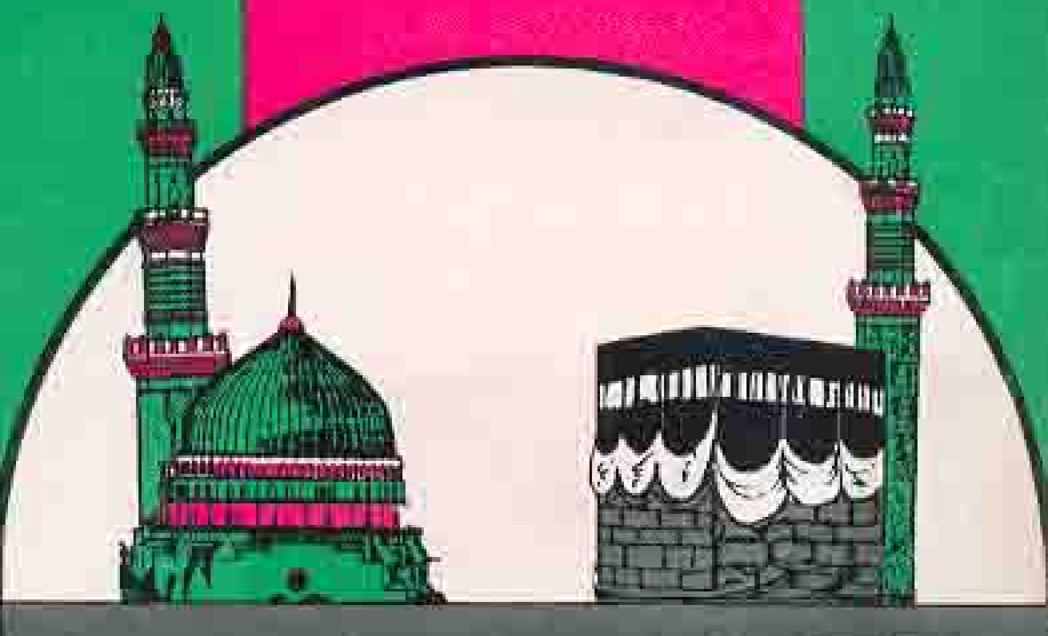

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت جیؒ کو ہمیشہ یہ فکر دامن گیر رہی کہ مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح کیونکر ہو؟ اس کے لئے جہاں آپؒ نے مناظروں کے میدان میں بے مثل جدوجہد فرمائی' اس کے ساتھ ساتھ اصلاحِ عقائد کے لئے شعبۂ تصنیف میں بھی عہد ساز خدمات سرانجام دیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

1970ء میں حضرت جیؒ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے گئے تو واپسی پر آپؒ کی تصوّف وسلوک کے موضوع پر دوسری اہم کتاب "اسرار الحرمین" شائع ہوئی۔ یہ کتاب احوال باطن سے متعلقہ اسرار ورموز کا خلاصہ ہے جو نفسِ مضمون کے اعتبار سے شاہ ولی اللہؒ کی "تفہیماتِ الٰہیہ" سے کسی طور کم نہیں۔ "اسرار الحرمین" جہاں کیفیات کا خزینہ ہے' اس کی جامعیت اہلِ نظر کو تحقیق کی دعوت بھی دیتی ہے۔ اس میں مضامین کا وہ بحرِ بیکراں پنہاں ہے جس پر دفاتر رقم کئے جاسکتے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

أعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

فقال اللہ تعالیٰ وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ اتصبرون وکان ربک بصیرا

حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل ہونا محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوتا ہے اور وہاں کی برکات سے کما حقہٗ بہرہ ور ہونا اہلِ بصیرت اور اہلِ دل صوفیہ کرام کا خاصہ ہے۔ ان مقدس مقامات کے اسرار و کیفیات کا بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محققین صوفیائے کرام کے مختصر حالات بیان کئے جائیں۔ اور ان حضرات کو اہلِ زمانہ کے ہاتھوں جو مصائب دیکھنے پڑے، ان کا بیان ہو۔ اور اولیاء اللہ کے مناصب اور ان کے فرائضِ منصبی کا اجمالی ذکر ہو جائے۔

اس سلسلے میں یہ بنیادی حقیقت سمجھ لینی چاہئے کہ ولایت کی حیثیت نیابتِ نبوت کی ہے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے بغیر ولایت کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے اتباع سے بے نیاز ہو کر ولایت کا دعوٰی کرے تو وہ یقیناً جھوٹا ہے، اور ناقابلِ اعتبار ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی شان تمام کائنات سے بلند تر ہے اور تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کی رُو سے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ انبیاء کرام میں رسولوں کی شان بلند ہے پھر اولوالعزم پیغمبروں کی شان اُن سے بلند ہے۔ اور امام الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سب سے بلند ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولوالعزم پیغمبروں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ ہے۔ پھر حضرت موسےٰ ؑ اور پھر حضرت نوح ؑ اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے۔

اتباعِ نبوی ؐ کے اعتبار سے اُمّت میں بھی مراتب اور فضیلت کے مقام ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ؓ اتباعِ نبوی ؐ میں اس کمال تک پہنچے کہ حضور ؐ کے صحابہ کی شان تمام انبیاء ؑ کے صحابہ کی شان سے بلند ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں بھی فضیلت کی ترتیب یہ ہے:- صدیق اکبر ؓ کی شان سب صحابہ ؓ سے بلند ہے۔ پھر فاروق اعظم ؓ پھر عثمان غنی ؓ پھر علی مرتضےٰ کا مرتبہ ہے۔ نبی ؐ اور صدیق ؓ کے درمیان کوئی دوسرا مرتبہ نہ منصب کما قال تعالیٰ: وکان صدیقاً نبیا۔ صدیق ؓ کے بعد متصل نبوت کا ذکر فرمایا خلفاء اربعہ ؓ کے بعد عشرہ مبشرہ ؓ کی شان تمام صحابہ ؓ سے افضل ہے۔ ان حضرات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ عشرہ مبشرہ کے بعد بدری صحابہ ؓ کا مرتبہ ہے۔

قال عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ
هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ اَهْلِ الْبَدْرِ مَا بَقِیَ مِنْهُمْ اَحَدٌ ثُمَّ فِیْ اَهْلِ اُحُدٍ

یعنی انتخابِ خلیفہ کا کام بدری صحابہ ؓ کا ہے۔ جب تک ان میں سے ایک بھی موجود ہو۔ پھر احدی صحابہ ؓ

www.sirat-e-mustaqeem.com

ثُمَّ فِی کَذَا - فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۶۴ ہیں۔ پھر اسی طرح - اسی طرح -

بدری صحابہ رض کے بعد ان صحابہ کا رتبہ ہے جو غزوہ احد میں شریک ہوتے۔ جیسا فتح سے معلوم ہو چکا ہے، اور احدی صحابہ رض کے بعد بیعت رضوان والے صحابہ رض کی شان ہے۔ پھر مجموعی طور پر تمام صحابہ کرام جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور مال خرچ کیا اور جہاد کیا، اور ہجرت کی، ان کی شان ان صحابہ سے افضل ہے، جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ قَالَ تَعَالٰی لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی الخ۔ (پ ۲۷ ع ۱۷ س حدید)

قرآن مجید کی اس آیت نے فتح مکہ کی شان اور قبل والوں میں فرق بیان فرمایا۔ جنتی دونوں ہی ہیں۔ مگر قبل فتح۔ مکہ والوں کی شان بہت بلند ہے۔ صحابہ رض کی شان کے بعد تابعین رض کی شان ہے۔ ان کے بعد تبع تابعین کی۔ ان کے اہل خیر ہونے کی خبر رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تو دی ہے۔

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔ تمام زمانوں سے میرا زمانہ اچھا ہے پھر اس سے جو ملے گا، پھر اس سے جو ملے گا۔

اور آئمہ اربعہ بھی ان میں داخل ہیں۔

آئمہ اربعہ کے بعد شان اولیاء اللہ کی ہے۔ ان میں علماء ربانی بھی داخل ہیں۔ شان اور فضیلت ایک کُلی مشکک ہے جو کمی بیشی سے ثابت ہوتی ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ بھی مختلف شان اور فضائل رکھتے ہیں۔ اور ان کے مناصب بھی مختلف ہیں۔ جیسا ابدال۔ قطب ابدال۔ قطب مدار۔ قطب ارشاد۔ قطب الاقطاب، غوث۔ قیوم۔ افراد۔ قطب وحدت اور صدیق ـــ ابدال ترقی کر کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

قطب ابدال بن سکتا ہے۔ قطب ترقی کر کے قطب مدار بن سکتا ہے۔ اسی طرح دوسری طرف قطب الارشاد و قطب الاقطاب ترقی کر کے غوث بن سکتا ہے۔ غوث ترقی کر کے قیوم بن سکتا ہے۔ قیوم ترقی کر کے فرد۔ علی ہذا القیاس۔ قطب الاقطاب غوث کا محتاج ہوتا ہے۔ مگر خوب یاد رکھ لیں۔ یہ تمام کمالات و مناصب آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی جوتیوں کی خاک سے ملتے ہیں۔

جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے، اور اس کے اعمال خلافِ سنت ہوں اور شریعت کی حدود سے تجاوز کا مرتکب بھی ہو اور پھر دعوٰے ولایت کرے تو وہ کذاب ہے۔ قرآن کریم اسے جھوٹا کہتا ہے۔ قَالَ تَعَالٰی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ الآیۃ ۔

اور ابدال اور قطب ابدال اور ان کا رئیس اعظم قطب مدار ان تمام کا تعلق امورِ تکوینیہ سے ہوتا ہے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تفہیماتِ الٰہیہ کے صفحہ ۱۹۱ پر فرماتے ہیں:۔

اِنَّ قطب المدار و جنوده الابدال و اشباههم فقائمون بتدبیر لتکلیف لا بتدبیر التشریع ۔ اور فرمایا:۔ و اهل الارشاد هم ورثة الانبیاء علیهم السلام

اور بہر حال قطب مدار اور اس کا لشکر ابدال اور جو ان کے مشابہ ہیں، ان کا تعلق امورِ تکوینیہ سے ہے۔ نہ کہ امورِ شرعیہ سے۔ اور اہلِ ارشاد انبیاء علیہ السلام کے وارث ہوتے ہیں۔

تفسیرِ مظہری واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام امام ربانی مجدد الف ثانی سے یوں رقم فرماتے ہیں اور یہ واقعہ خود امام ربانی کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

مکتوبات میں بھی موجود ہے۔ اور قاضی ثناء اللہ صاحب مظہری نے بھی اِس کشفِ امام کی تصدیق کی ہے۔ اِس حاشیے مظہری کا حوالہ دیا ہے۔

امام ربانیؒ سے کسی نے حیات خضرؑ کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے خدا تعالیٰ سے اِس مسئلہ کے اختلاف کی دُعا کی تو حضرت خضرؑ نے خود حاضر ہو کر جواب دیا اور فرمایا کہ میں ہمیشہ قطبِ مدار کی امداد میں رہتا ہوں۔

وجعلنا اللہ تعالیٰ معیناً لقطب المدار من اولیاء اللہ تعالیٰ الذی جعلہ اللہ تعالیٰ مدار اللہ العالم وجعل بقاء العالم ببرکۃ وجودہ وافاضتہ وقال ای الخضر ان القطب فی ھذا الزمان فی دیار الیمن۔ متبعٌ للشافعی فی الفقہ

اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ سے قطبِ مدار کا معاون اور مددگار بنایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اِس پر دار و مدارِ جہان کی رکھی ہے۔ اور بقاءِ عالم یعنی جہان کی اس کے وجود کی برکت سے ہے۔ اور اس کے افاضہ سے اور فرمایا حضرت خضرؑ نے کہ حقیق قطب اِس زمانہ میں یمن کے شہروں میں ہے، اور فقہ میں متبع امام شافعی کے ہے۔

نیز امام ربانی مجدد الف ثانی اپنی کتاب معارف لدنیہ کے صہ۴۴ پر یوں فرماتے ہیں۔

" قطب ابدال واسطہ وصول فیوض است کہ وجود عالم بہ بقام آں تعلق دارد۔ و قطب ارشاد واسطہ وصول فیوض است کہ بارشاد و ہدایت تعلق دارد پس تخلیق و ترزیق و ازالہ بلیات و رفع امراض و حصول عافیت و صحت منوط بفیوض مخصوصہ ابدال است و ایمان و ہدایت و توفیق حسنات و انابت از سیأت نتیجہ فیوضات قطب ارشاد است و قطب ابدال

www.sirat-e-mustaqeem.com

در ہمہ وقت درکار است و عالم بغیر از وی متصور نیست کہ نظام عالم باو مربوط است اگر یکے از افراد ایں قطب می رود دیگرے برجائے او نصب می شود۔ اما قطب ارشاد لازم نیست کہ در ہمہ وقت کایں یود در وقتے باں کہ عالم از ایمان و ہدایت خالی باشد۔ و تفاوت بحسب کمال در افراد ایں اقطاب بسیار است بعد آں وصلوا الی درجۃ الولایۃ"

خلاصہ:۔ قطب ابدال قطب مدار کا نائب ہے اور اس کی فوج کا جو ابدال ہیں ایک اعلیٰ افسر ہے۔ اس کے وجود کی برکت سے خدائے تعالیٰ نے وجودِ عالم رکھا ہے۔ اور اس کے وجود کی برکت سے تکوینی فیوضات باری تعالیٰ کے مخلوقات کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور دفع امراض، ازالۂ بلیات، مصائب آرام۔ آسائش۔ رزق۔ بارش وغیرہ۔ اس کے وجود کا فیض اور ایمان و رشد اور ہدایت نیکی کرنا اور برائی سے بچنا۔ حصول علم، دینی درس و تدریس تبلیغ وغیرہ احکام شرعی کا تعلق خدا تعالیٰ نے اس کے وجود سے رکھا ہے اس کے وجود کی برکت ہے۔ قطب ارشاد کا ہمیشہ ہونا ضروری نہیں کیونکہ آخر وقت میں قریبِ قیامت تمام دنیا ایمان سے خالی ہو جائے گی۔ اس وقت قطبِ ارشاد نہ ہوگا۔ اس سے کافی وقت پہلے اٹھا لیا جائے گا۔ مگر جب تک کوئی اللہ اللہ کرنے والا ہوگا اس وقت تک قطب مدار قطب ابدال کا وجود ہوگا۔ جب قرآن کا علم و کعبہ اٹھا لیا جائے گا، اس وقت کے بعد ان کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔ تقریباً اسّی سال یا چالیس سال بنابر اختلاف اس زمانہ میں یہ نہ ہوں گے۔ تمام کفر ہی ہوگا۔ مگر قطب ارشاد قرآن اور علم کے اٹھنے سے اوّل ہی ختم ہو جائے گا۔ پھر کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا نہ ہوگا۔

اور موضوعات کبیر ملا علی قاری ص۱۲۰ پر علامہ ابن تیمیہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ قطب غوث کا نام سن کر اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا جواب ملا علی قاری

www.sirat-e-mustaqeem.com

نے یوں دیا۔

قلت وردت الاحادیث والآثار مرفوعًا وموقوفًا علی الصحابۃ الابرار والتابعین الاخیار جمعها الحافظ السیوطی فی رسالۃٍ مستقلۃٍ سمّاها الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال۔

میں کہتا ہوں تحقیق وارد ہو چکی ہیں حدیثیں اور آثار صحابہ کرام سے مرفوع بھی اور موقوف بھی صحابہ کرام پر، اور تابعین اخیار پر۔ جمع کیا۔ ان تمام احادیث و آثار کو حافظ سیوطی نے رسالہ میں جس کا نام رکھا۔ الخبر الدال علیٰ وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال۔

فائدہ:۔

اس رسالہ میں حافظ سیوطی نے تقریبًا ۲ ۵۔ احادیث آثار ضعیف مرفوع موقوف قوی پیش کئے ہیں۔ اور امام سیوطی نے الخبو الدال مستقل رسالہ کے ص۳۲ پر اور ص۱۵ پر یوں تحریر کیا ہے۔

قال بعض العارفین والقطب هو الاحد المذکور ما فی حدیث ابن مسعود انا علٰی قلب اسرافیل ومکانه من الاولیاء کالنقطۃ فی الدائرۃ التی هی مرکزها به یقع صلاح العالم۔ اور امام سیوطی نے الحاوی للفتاوی ص۳۲۵ جلد دوم پر ابن مسعود سے نقل فرمایا ابن عبد اللہ قال قال

بعض عارفین نے فرمایا کہ قطب ایک ہے۔ جو مذکور ہو چکا ہے۔ حدیث عبد اللہ بن مسعود میں اور اسرافیل فرشتہ کے دل پر ہے۔ یعنی قطب کا قلب اسرافیل فرشتہ پر ہے۔ اس قطب کا مکان اولیاء اللہ میں مثل نقطہ کے ہے جو دائرہ میں ہوتا ہے۔ وہ دائرہ جو اس کا مرکز ہے اس قطب کے سبب اصلاح جہان کی ہوتی ہے۔

اور امام سیوطی اپنے الحاوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ عز وجل فی الخلق
ثلاثمائۃ علی قلب آدم علیہ
السلام و للہ فی الخلق
اربعون قلوبھم علی
قلب موسی علیہ السلام
و للہ فی الخلق سبعۃ
قلوبھم علی قلب ابراھیم
علیہ السلام - و للہ
فی الخلق خمسۃ قلوبھم
علی قلب جبرائیل و للہ
فی الخلق ثلثۃ قلوبھم
علی قلب
میکائیل و للہ فی الخلق واحد
قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام
اور فتاوی الحادی صہ ٢٣٢ میں جلد دوم پر
واللہ سبحانہ تعالی مدبر الدوائر
فی الآفاق الاربعۃ من ارکان الدنیا کدوران
الفلک فی افق السماء وقد سترت احوال
القطب ھو الغوث من العامۃ والخاصۃ
غیرۃ من الحق علیہ -

للفتاوی میں حضرت عبداللہ سے نقل کیا۔
فرماتے ہیں کہ فرمایا رسولِ خدا صلعم نے کہ
خدا کی مخلوق میں خدا کے بندے تین سو
ہیں۔ جن کے دل حضرت آدمؑ کے دل پر ہیں
اور خدا کی مخلوق میں چالیس ہیں۔ جن کے
دل حضرت موسیٰؑ کے دل پر ہیں۔ خدا کی
مخلوق میں سات ہیں جن کے دل حضرت
خلیل اللہؑ کے دل پر ہیں۔ اور خدا کی مخلوق
میں پانچ ہیں جن کے دل حضرت جبرائیلؑ کے
دل پر ہیں۔ اور خدا کے لئے خدا کی مخلوق
میں تین ہیں۔ جن کے دل حضرت میکائیلؑ
کے دل پر ہیں۔ خدا کے لئے خدا کی مخلوق
میں ایک (واحد) ہے جس کا دل حضرت
اسرافیلؑ کے دل پر ہے۔ اور خدا تعالیٰ
قطب کو جو کہ غوث ہے، دنیا کے چاروں
کناروں میں پھراتا ہے۔ جو دنیا کے چار
ارکان میں اس طرح پھراتا ہے۔ جس طرح
ستارہ آسمان کے کناروں میں پھرتا ہے
اور خدا تعالیٰ نے غوث کے پورے احوال
عوام و خواص سے بھی پوشیدہ رکھے ہیں
یہ محض غیرتِ حق کی وجہ سے ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ مذکورہ روایت تین سو اولیا رحمانی کو محدث

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۹ میں مفصل بیان فرمایا ہے اور اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ کے ج ۱ ص ۱۸۴ پر بیان کیا ہے اور علامہ جلال نے کرامات الاولیاء میں بیان کیا۔ جس سے علامہ ابن تیمیہ بھی اخذ کرتا ہے۔ محقق سمجھ کر۔ اور اسی طرح اس روایت کو علامہ خطیب بغدادی نے بھی نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح محدث طبرانی نے معجم الاوسط میں نقل کیا ہے

اور اسی الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۲۴۱ — ج ۲ پر

قال اخرج ابن عساکر والخطیب من طریق عبید اللہ بن محمد بن العبسی قال سمعت الکنانی یقول النقباء ثلثمائۃ والنجباء سبعون والبدلاء اربعون والاخیار سبعۃ والعمد اربعۃ والغوث واحد۔

اور امام سیوطی نے الحاوی الفتاوی میں بیان کیا کہ علامہ ابن عساکر اور خطیب نے عبید اللہ بن محمد بن عبسی سے اخراج کیا۔ کہ وہ کہتے ہے کہ وہ کہتا ہے کہ: میں نے حضرت علامہ کنانی سے سنا، وہ کہتا تھا کہ نقباء تین سو ہیں نجباء ستر ہیں۔ ابدال چالیس ہیں۔ اور اخیار سات ہیں۔ عمد قطب چار ہیں اور غوث ایک ہے۔

علامہ ابن جوزی نے حدیث عبداللہ بن مسعود پر اعتراض کیا۔ اس کو موضوع بھی کہا اور اس میں راوی مجہول بھی بتاتے۔ مگر ابن جوزی کی جرح بیکار ہے جب تک کوئی غیر متشدد امام جرح تعدیل ان کے موافق نہ ہو۔ ان آٹھ آدمیوں کی جرح پھر صوفیہ پر کون تسلیم کرے۔ ان کی کوئی بات صوفیاء کے خلاف کوئی قدر نہیں رکھتی ان کو صوفیاء و صلحاء امت سے خدا واسطے کا بیر ہے —— وہ آٹھ یہ ہیں:۔

علامہ ابن تیمیہ۔ علامہ ابن قیمؒ۔ علامہ شوکانی۔ علامہ صنعانی۔ ابن عقیل حنبلی۔ علامہ زرکشی۔ علامہ ابن جوزی۔ قاضی شمس الدین ذہبی۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

مگر حدیث عبد اللہ بن مسعود پر اعتراض، علامہ ابن جوزی نے کیا۔ بھلا اعتراض کیونکر نہ کرتے؟ جب اُس نے غوث و اقطاب ابدال کے نام رکھے تو فوری غصہ میں آکر فرما دیا کہ یہ حدیث غلط ہے۔ صوفیوں کے نام بھی ہوں۔ پھر ابن جوزی حدیث کو صحیح ہی فرماتے، یہ محال ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی الرفع والتکمیل کے صفحہ ۱۳۶ پر فرماتے ہیں کہ ان آٹھ دس آدمیوں کی جرح تسلیم نہ کی جائے۔ بغیر تائید غیر متشددین کے، البتہ ان کی تعدیل قبول کی جائے فرمایا۔

کم من حدیث قوی حکموا علیه بالضعف والوضع وکم من حدیث ضعیف بضعف یسیر حکموا علیه بقوة الجرح فالواجب علی العالم ان لا یبادر الی قبول اقوالهم بدون تنقیح احکامهم و من تبعهم من دون الانتقاد ضل و اوقع العوام فی الافساد۔

اور بہت سی قوی حدیثیں ہوتی ہیں جن پر یہ حکم ضعف کا لگا دیتے ہیں یا وضع کا اور بہت حدیثیں جن میں تھوڑا سا ضعف ہوتا ہے اس پر حکم ضعف کا لگا دیتے ہیں۔ قوت جرح کی وجہ سے ہر عالم پر واجب ہے کہ ان کی جرح کو دیکھ کر جلدی نہ کرے۔ کہ یہ حدیثیں ضعیف ہیں۔ ان کے ضعف کو قبول نہ کرے سوائے خود تنقیح کرنے کے جس نے ان کی (علامہ ابن جوزی اور دوسرے یعنی ابن تیمیہ وغیرہ) تقلید کی بغیر تنقیح کے وہ خود گمراہ ہوا اور عوام کو فساد میں ڈالا۔

جیسا کہ ملا علی قاری سے نقل کر چکا ہوں کہ معلوم ہوا کہ ان متشددین حضرات کی جرح کو جلدی قبول کرنا، مخلوق کو فساد میں ڈالنا ہے۔

احادیث و آثار صحابہ و تابعین و مکتوبات و ملفوظات اولیاء اللہ عارفین سے اولیاء اللہ کے چودہ گروہ ملتے ہیں۔ (۱) ابدال (۲) ابرار (۳) اخیار (۴) امامین (۵) اوتاد (۶) نجباء (۷) نقباء (۸) مکتومان (۹) قطب (۱۰) غوث۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۱۱) قیوم (۱۲) فرد (۱۳) قطب وحدت (۱۴) صدیق۔

سوائے مکتومان کے تمام مناصب و مراتب و مقام معلوم ہیں۔ مکتوم ایک ایسا مقام ہے کہ جس کا علم نہ خواص کو، نہ عوام کو ہے۔ ان کے احوال پوشیدہ ہوئے بوجہ غیرت خداوندی کے۔

(۳) ان القطبیۃ مقام معلوم والغوثیۃ مقام معلوم ومن کان مع اللّٰہ وباللّٰہ فلا یعلم لہ مقام فان کان لہ فی کل مقام مقام۔

طبقات الکبریٰ الشعرانی ص ۱۲ ج ۲

قطبیت مقام معلوم ہے۔ غوثیت بھی مقام معلوم ہے۔ جو ولی اللہ خدا کے ساتھ ہے، اس کا مقام معلوم نہیں ہے۔ اگرچہ ہر مقام میں اس کا مقام ہے۔

فائدہ: محققین صوفیاء کرام کی کتب میں ان کو زیر قطب ارشاد لکھتے ہیں۔ مگر ناچیز پر یہ چیز واضح نہیں ہوتی۔ صرف کتب صوفیاء پر موقوف رکھا۔ اس امر کو باقی قیوم سے صدیق تک، ان مناصب میں اکثر صحابہ کرام کو پایا گیا۔ افراد منازل تک صحابہ کرام رض کی کثرت پائی گئی۔ اور قطب وحدت منصب حضرت فاروق اعظم رض کا پایا گیا۔ بعد والوں کو اگر منصب ملتا ہے تو اول تو جس طرح صحابی و غیر صحابی کی شان میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اسی طرح ان مناصب میں بھی فرق ہے پھر بعد والوں کو بوجہ اتباع رسول اور اتباع صحابہ کے ملتے ہیں۔ اور مسائل السلوک من کلام ملک الملوک صفحہ ۱۳ جلد نمبر ۲ پر ہے۔

قال تعالٰی خرقھا قال اخرقتھا لتغرق الخ ——— دلت الاٰیۃ علٰی صدور بعض الافعال التی ظاھرہ تخالف الشرع عن الاکابر لا تکون

فرمان خدا تعالیٰ کہ پھاڑا حضرت خضر نے کشتی کو تو فرمایا حضرت موسیٰ ع نے تم نے کشتی پھاڑی کہ اس کی سواریوں کو غرق کریں۔ قرآن کی یہ آیت دلالت کرتی ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

مشکوٰۃ فی الواقع دلّت ایضاً علیٰ وجود الاولیاء المتصرفین فی التکوینات ویسمون اقطاب التکوین واھل الخدمۃ

بعض اولیاء اللہ کاملین سے بعض افعال ایسے صادر ہوتے ہیں کہ جو ظاہر شریعت کے مخالف معلوم ہوتے ہیں۔ اور درحقیقت میں وہ مخالف شریعت نہیں ہوتے اور آیت قرآن کریم کی وجود اولیاء اللہ کاملین متصرفین عالم تکوین پر جن کو قطب تکوین و اہلِ خدمت کہتے ہیں۔ دلالت کرتی ہے۔

بلکہ قطب تکوینی کا ثبوت، جس کو قطب مدار صوفیاء کی اصطلاح میں کہا جاتا ہے۔ جس کے موجود کی برکت پر خدائے تعالیٰ نے بقاء جہان کی مدار رکھی ہے اِس کا ثبوت خود نصِ قرآنی میں موجود ہے۔ جیسا قرآن کریم نے تین واقعات حضرت خضر سے بیان فرمائے ہیں۔ کشتی کا توڑنا۔ لڑکے کا قتل کرنا۔ دیوار کا ٹھیک کرنا۔ جن کا تعلق عالم کون سے ہے۔ اِن امورِ ثلاثہ میں حضرت خضر کا تصرف کرنا نصِ قرآنی میں موجود ہے۔ ان واقعات میں آپ کا تصرف کرنا، آپ کو صاحبِ تصرّف ثابت کرتا ہے "یقیناً"۔

اب رہا یہ کہ کیا قطبِ مدار جو واقعات میں تصرّف کرتا ہے، وہ خود مختار ہوتا ہے، تو عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔ یہ سب کچھ باذن اللہ بامر اللہ کرتا ہے جیسا کہ حضرت خضرؑ کے واقعات کے بعد آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ ما فعلتہٗ عن امری۔ میں نے اِن واقعات کا ارتکاب اپنے اختیار سے نہیں کیا۔ بلکہ بامر اللہ کیا۔ جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور مٹی کے بت میں جان پھونک سے ڈالتے تھے۔ تو حیات تمام باذن اللہ تھی۔ پس قطبِ مدار کا وجود بھی ثابت ہوا۔ اِس کا تصرّف

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہونا بھی باذن اللہ ثابت ہوا۔

اور قرآن کریم کی متعدد آیات سے ملائکہ کا متصرف ہونا باذن اللہ ثابت ہے یا اسی طرح رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم اجمعین کے فعل کو خدائے تعالٰے نے اپنا فعل بتایا۔ چونکہ ان کے یہ افعال باذن اللہ تھے۔ تو گویا اُن سے صادر نہیں ہوئے۔ خدائے تعالٰے سے ہوئے ہیں۔

قَالَ تَعَالٰی فلم تقتلوھم وَلٰکِنّ اللّٰہ قتلھم و مَا رمیت اذ رمیت وَلٰکنّ اللہ رمٰی۔ الایتہ

صحابہ کرام کا قتل کرنا کفار کو، خدا تعالٰی نے اپنے قتل کرنے سے تعبیر فرمایا اسی طرح رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اپنا فعل فرمایا۔ اس سے ان کا اس فعل میں متصرف ہونا بھی ثابت اور باذن اللہ ہونا بھی ثابت ہے۔

قَالَ تعالٰے قُل یتوفکم ملک الموت الّذی وکّل بکم وقال تعالٰی فکیف اِذا توفتھم الملائکۃ یضربون وجوھھم وقال تعالٰے انّ الّذین توفھم الملئکۃ۔ الخ

مارنا، زندہ کرنا۔ فعل باری تعالٰے کا ہے۔ اور فاعلِ حقیقی باری تعالٰے ہے۔ اور ملائکہ کی طرف نسبت موت کی مجازاً ہے۔ اور ظاہراً ہے۔ کیونکہ ظاہر یہی متصرف ہیں لیکن باذن اللہ ہیں۔ اسی طرح قطب۔ غوث۔ قیوم۔ افراد۔ قطب وحدت۔ صدیق، یہ بھی متصرف ہیں۔ مگر خود مختار نہیں۔ اور متصرف باذن اللہ ہیں۔ اور صحیحین کی حدیث جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، اس میں اسی طرف اشارہ ہے۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مَا تقرب الیّ عبدی	حضرت ابوہریرہؓ نبی کریمؐ سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالٰے نے

www.sirat-e-mustaqeem.com

بمثلِ ما تقربت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّٰی احبہٗ فاذا حببتہٗ کنت سمعہٗ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا۔

وبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی۔

میرا بندہ فرائض سے قرب حاصل کرتا ہے اور پھر علاوہ میرا قرب نوافل سے حاصل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ پھر میرے ساتھ سنتا ہے، دیکھتا ہے۔ اخذ کرتا ہے۔ چلتا ہے۔

اس حدیث شریف میں خدا تعالےٰ نے اپنے مقرب بندہ کو اپنا محبوب فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ قرب الٰہی کو محبت لازم ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اپنے اس محبوب بندہ کے تمام افعال و تصرفات کو اپنے افعال و تصرفات فرمائے شعر:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

چند امور

ابدال غلام نہیں۔ قطبوں کے قطب غلام۔ غوث کا غوث غلام ہے۔ قیوم کا قیوم غلام ہے۔ افراد کا افراد غلام۔ قطب وحدت کے قطب وحدت غلام۔ پھر صدیق۔ اور پھر یہ تمام غلام ہیں و متبع صحیح طور پر ہیں انبیاء علیہم السلام کے۔ ان کا فاطمی النسل ہونا ضروری نہیں ــــ ہاں ان مناسب والوں کا خلفاء اربعہ کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

غسل سے ہونا ضروری ہے۔ مگر یہ بھی قاعدہ و قانون کلی نہیں۔ بلکہ اکثری ہے

فیض کا نزول

فیض کا نزول ہمیشہ منصب والی ہستی پر ہوتا ہے۔ پھر زیریں پر آتا ہے۔ ماتحت مناصب والے کی مخالفت منصب بالا سے مانع فیض، بلکہ قاطع فیض ہے جیسا صدر یا وزیر اعظم کی مخالفت کر کے حکومت سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اور اس فیض کے قیام و بقا اور ہمیشگی کے لئے چند امور ضروری ہیں۔

دوامِ فیض کے طریق

یہ کہ شیخ فیض دہندہ زندہ ہو۔ جس کے ذریعے فیض حاصل کرتا ہے یا کسی روح ولی کامل سے رابطہ ہو جس کو ربط بالشیخ کہا جاتا ہے۔ تاکہ اس سے فیض حاصل کرتا رہے۔ یا براہِ راست بذریعہ مشائخ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض اخذ کرے۔ یا خود ذاتِ باری سے فیض حاصل کرے۔ یا اتباع اپنے پیغمبر کے یعنی واسطہ حصولِ فیضِ باری کا اتباعِ رسول ہوتا ہے، اگر فنا و بقا بھی حاصل ہو جائے اور شیخ فوت ہو گیا، اس سے ربط قائم نہ ہو سکا، تو کچھ مدت کے بعد خود بخود طبیعت سرد ہو کر ہر چیز چلی جاتی ہے۔ ہاں لطائف قائم رہتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ جس پر خدا کا فضل رہے۔ ورنہ مشکل ہے۔

اخذِ فیض کا طریقہ

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست فیض لینا، ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ باقی رہا، یہ فیض کس طرح حاصل کرتے ہیں؟ ذات سے یا اہلِ قبور سے! اس کے متعلق گزارش ہے کہ یہ وہ پیالہ نہیں کہ بغیر نوش کئے اس کا ذائقہ حاصل ہو، جس کو نوش کر کے ذائقہ یا لذت حاصل کرنی مقصود ہو، وہ کسی کامل و اکمل کا دامن مضبوطی سے پکڑے۔ اور کچھ وقت لگا کے شرائطِ سلوک کے مطابق عمل کرے، پھر خود ظاہر ہو جائے گا۔ اگر اس راہ سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ناواقف آدمی اس سے انکار کر دے تو اس انکار سے اس حقیقت کی نفی نہ ہوگی، وہ معذور ہیں کہ نورِ بصیرت سے محروم ہیں۔ اگر اندھا روشنی کا اور طلوعِ آفتاب کا انکار کرے تو وہ معذور ہے۔ اسی طرح نورِ بصیرت کا اندھا بھی معذور ہے۔

دلائل إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا
ایسے لوگوں کے حق میں خدائے تعالیٰ نے خوب فرمایا

قالَ تعالیٰ لِمَ تحاجون فیما لیس لکم بہ علم
تم اس چیز میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تم کو علم نہیں۔ اور ظن حق سے مستغنی نہ کریگا پھر وہ ظن جو کسی شرعی دلیل سے ماخوذ بھی نہ ہو۔ نہ ہی شرعی دلیل کی طرف منسوب ہو۔

قالَ تعالیٰ بَل کذبوا بمالم یحیطو بعلمہ۔ قالَ تعالیٰ لاتقف مالیس لک بہ علم۔ الخ
اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ قالَ تعالیٰ اکذبتم بایٰتی ولم تحیطوا بھا علماً۔ کیا تکذیب کی تم نے میری آیات کی۔ اور حالانکہ تمہارا علم ان کا احاطہ نہ کر سکتا تھا۔

اس وجہ سے رسول خدا نے فرمایا کہ کفیٰ بالمرءِ کذباً ان یحدث بکل ما سمع۔ جھوٹے کے جھوٹ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو سنے، بیان کر دے اور حقیقت تک نہ پہنچا۔

انتباہ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ علماءِ ظواہر علمِ باطنی جس کو تصوف و سلوک کہا جاتا ہے۔ وہ صوفیاءِ کرام سے مخصوص ہے۔ اس کی سمجھ سے کوسوں دور ہیں۔ اور اس کی واضح و روشن دلیل ہے قصہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت خضر ع کا۔ اسی وجہ سے حضرت خضر ع نے حضرت موسیٰ ع سے شرط لگائی تھی، اور فرمایا کہ۔ وکیف تصبر علےٰ مالم تحط بہٖ خبرا۔ الخ

www.sirat-e-mustaqeem.com

آپ کس طرح صبر کر سکے اس کام پر جس کا احاطہ آپ کا علم نہ کر سکا۔ جب حضرت موسیٰ جلیل القدر رسول اور اولوالعزم پیغمبر نہ سمجھ سکے تو دوسرا کون ہے؟

آخری مختتم بات

قال تعالیٰ افتمارونہ علیٰ ما یریٰ الخ

کیا تم اس سے جھگڑتے ہو اس امر پر جو اس نے دیکھا ہے۔ بھلا اندھوں کی بات کو کس طرح تسلیم کر لیں جن میں نور بصیرت ہی نہیں۔ قطب، غوث اُن کی پیشانی پر لکھا تو ہوتا نہیں — نور بصیرت سے اندھے ان کے قلوب منورہ کو کہاں سے دیکھیں۔ ان برگزیدہ ہستیوں کا زمین میں مقام یہ ہے کہ کوئی ان میں تاجر ہے۔ کوئی حداد ہے۔ کوئی سبزی فروش ہے۔ ان گدڑیوں میں یہ لعل صاحبِ بصیرت جوہری کے بغیر کیسے پہچانے جائیں

الیواقیت والجواہر صفحہ ۸۲ ج ۲ پر ہے۔

ومن شانہ الخفاء فتارۃ یکون حداداً وتارۃ تاجراً وتارۃ یبیع البقول ونحو ذالک۔	اور اس کی شان سے خفا ہے، وہ غوث کبھی لوہار کا کام کرتا ہے کبھی تاجر ہوتا ہے۔ کبھی سبزی فروش وغیرہ۔ ذالک

فیضِ باطنی از ارواح اہلِ قبور

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے صفحہ نمبر ۳۰ پر ہے۔

ثم الخواجہ نقشبند اخذ عن روح خواجہ عبد الخالق الغجدوانی فالشیخ ابو علی الفارمدی اخذ ایضاً	خواجہ نقشبندؒ نے روحانی فیض خواجہ عبد الخالقؒ سے حاصل کیا، اُن کی موت کے بعد۔ اور شیخ ابو علی فارمدیؒ نے خواجہ ابوالحسن خرقانی کی روح سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

عن خواجه ابی الحسن الخرقانی
عن شیخ ابی یزید البسطامی
من طریق الباطن لا من
طریق الظاهر فان
وفات الشیخ ابی یزید قبل
ولادت خواجه ابو الحسن
خرقانی بمدة مدیدة والشیخ
ابو یزید عن سیدنا الامام
جعفر الصادق من طریق الباطن
لا الظاهر لان ولادة الشیخ
ابی یزید بعد مدت
مدیدة وتلک واخذ الامام
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عن سلمان رضی اللہ عنہ
لا یمکن ان یکون
الا من جهة الباطن
یظهر ذالک من
تتبع الرجال

فیض حاصل کیا اور ابو الحسن خرقانی رح
نے روحانی فیض حضرت بایزید بسطامی
کی روح سے اخذ کیا۔ باطنی طریقے سے
نہ ظاہری طریقے سے، کیونکہ بایزید بسطامی رح
کی وفات حضرت ابو الحسن خرقانی رح کی
پیدائش سے مدت مدید پہلے ہو چکی
تھی اور حضرت بایزید بسطامی رح نے
فیض روحانی روح سیدنا امام جعفر صادق رض
جو سیدنا موسیٰ کاظم کے فرزند ہیں
ان سے بطریق باطنی لیا، نہ کہ بطریق
ظاہر۔ کیونکہ بایزید بسطامی کی پیدائش
بعد وفات مدت مدیدہ امام جعفر رض
سے ہوئی اور اسی طرح
حضرت قاسم رض نے حضرت سلمان فارسی
کے روح سے فیض حاصل کیا۔ اور
یہ فیض ممکن ہی نہیں ہے بغیر باطنی حال
کے یہ ظاہر ہوگا۔ جنہوں نے کتب اسماء
رجال کی تتبع کی ہے ؛

حضرت ابو الحسن خرقانی رح بعد وفات بایزید بسطامی پیدا ہوئے۔
فیض بایزید بسطامی رح سے لیا۔ اور خلافت واجازت توجہ بھی اُن سے ہی حاصل
کی ہے۔

بایزید بسطامی کی وفات سنہ ۲۳۴ھ ۱۵ شعبان میں شہر بسطام

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں ہوئی۔ اور وفات ابوالحسن خرقانی رح کی ۴۲۵ھ میں ہوئی۔

★ "خواجہ ابوالحسن خرقانی رح انتساب ایشاں در طریقت و طریق روحانیت و اویسیت بحضرت بایزید است اور خواجہ ابو علی رح قطب الاقطاب عصر بودند ولادت ایشاں در ۴۶۳ھ بود و وفات ایشاں در ۵۱۱ھ بود است۔ استفادہ باطنی بطریق اویسیت از خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بصورت از سید امیر کلال تربیت یافتہ و بمعنی از روحانیت حضرت عبدالخالق غجدوانی کسب فیوض و برکات نموده اند"

وفات خواجہ نقشبند ۷۹۱ھ بتائی ہے۔ اور بعض نے ۷۲۲ھ بتائی ہے، اور وفات خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح بسر الغیب ۵۱۶ھ میں ہوئی۔ یہ تمام فارسی عبارات حضرت خواجہ محمد عثمان رح موسیٰ زئی کے فارسی رسالہ سے نقل کیں۔ جس کی تصحیح حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں نے کی ہے۔ رہی یہ بات کہ فیض اصحاب قبور سے کس نوعیت و کس صورت سے اخذ کیا جاتا ہے؟ یہ بغیر عارفین، کاملین کے جو رجال اللہ ہیں سمجھنا محال ہے۔

شعر:- ورب صدیق لامنی ودادھا
الم یرھا یوماً فیوضح لی عذری

محبوب کے عشق میں بہت دوستوں نے ملامت کی مجھکو۔ ایک دن میرے محبوب کو دیکھ لیتا، تو میرا عذر واضح و ظاہر ہو جاتا۔

شعر:- گر ترا حال نباشد ہمچو ما
حال ما نباشد ترا افسانہ پیش

اصل بات یہ ہے کہ رسول ھدیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام کمالات نبوت اور رسالت و کمالات اولوالعزمی ظاہری و باطنی رب العلمین نے خلفاء راشدین کو عطا فرمادیے ہے سوائے

www.sirat-e-mustaqeem.com

نبوت کے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ نبوت، رسالت اور چیز ہے۔ کمالاتِ نبوت اور کمالاتِ نبوت اور کمالاتِ رسالت اور چیز ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد یہ تمام کمالات قرنِ اولیٰ میں صرف عمر بن عبد العزیز رضؓ کو خدائے تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے، جیسا کہ فتح الباری میں جلد $\frac{۲۳۱}{۱۳}$ پر یوں مرقوم ہے۔

اِلّا اِن یدعی ذالک فی عمر بن عبد العزیز رضؓ واِنّہ کان قائم بالامر علٰی راس المائۃ الاولٰی باتصافہ بجمیع صفات الخیر وتقدمہ فیہا ومن ثمّ اطلق احمد انہم کانوا یحملون الحدیث علیہ واما من جاء بعدہ فالشافعی وان کان متصفاً بالصفاتِ الجمیلۃ اِلّا انّہ لم یکن القائم بامر الجہاد والحکم بالعدل

مگر تمام اوصاف کا عمر بن عبد العزیز رضؓ میں جمع ہونے کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے پس وہ قائم بالامر تھا پہلی صدی کے سر پر اور یہ تمام صفاتِ حمیدہ میں پیش پیش تھے۔ بہرحال آپ کے بعد جو آیا وہ امام شافعیؒ ہیں۔ اگرچہ تمام اوصافِ خیر سے متصف تھے۔ مگر ان کو حکومتِ ظاہری نہ ملی تھی، کہ جہاد کے حکم اور حکم بالعدل کے ساتھ متصف ہوتے۔

عمر بن عبد العزیز کے پوری تفصیل کے ساتھ حالات دیکھنا مقصود ہو تو حلیۃ الاولیاء جلد ۵ صفحہ ۲۵۳ پر دیکھیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ صحابہ کرام نے نبوت کے دونوں پہلوؤں یعنی ظاہری اور باطنی کو خوب سمجھا۔ پھر عمر بن عبد العزیز کو یہ سعادت ملی۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام باعتبارِ قالب کے فرشی ہیں۔ اور باعتبارِ قلب کے عرشی ہیں۔ باعتبار ظاہر کے یعنی قالب کے انسانی بشری اوصاف سے متصف ہیں۔ چونکہ انسانی نسل سے ہیں۔ انسان ہیں۔ اور باعتبار باطن یعنی قلب کے ملائکہ سے تشبیہ رکھتے ہیں۔ ملکی اوصاف کے مالک ہیں۔ مثلاً ملائکہ کا معصوم ہونا، اسی طرح انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا۔ ملائکہ پر نوم کا غلبہ نہ ہونا نیند نہ کرنا

www.sirat-e-mustaqeem.com

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے قلوب پر نوم یعنی نیند نہیں آتی۔ نیند سے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ ملائکہ کو دیکھنا۔ ملائکہ سے بات چیت کرنا۔ ان سے احکام کا حاصل کرنا۔ جبریل سے قرآن پاک لینا۔ پھر دور کرنا۔ باعتبار شخصہ کے دور کی چیزوں کو دیکھنا وغیرہ اور ملائکہ بامر اللہ کام کرتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی) اور نسیم الریاض میں علامہ شہاب خفاجی فرماتے ہیں ص ۴۹۶ ج ۲

وان لارواحهم تعلق بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی فهم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون فیما یدل علی ان باطنهم ملکی وظاهرهم بشری تنام عیناه ای بتغمیض الاجفان والنوم ظاهر ولا ینام قلبی بهقاء احساسه وتعلقه بالملاء الاعلیٰ۔

ارواح انبیاء علیہم السلام کو عالم علوی عکوی سے بھی تعلق ہے اور عالم سفلی سے بھی تعلق ہے۔ یعنی دربیان کے بہانے سے جب وہ دنیا میں ہیں تب وہ باعتبار قلب کے عرشی ہیں۔ اور بباعتبار جسم کے فرشی ہیں۔ جو چیز کہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ باطن انبیاء علیہم السلام کا ملکی ہے۔ اور ظاہر ان کا بشری ہے۔ وہ آنکھ میری کا سوجانا یعنی پلکوں کا بند ہوجانا۔ اور نیند ظاہری چیز ہے۔ اور میرا دل نہیں سوتا اس میں حس باقی ہوتا ہے۔ اور اس کا تعلق ملاء الاعلیٰ سے ہے۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ نبوت کے دو پہلو ہیں۔ ایک ظاہری، دوسرا باطنی۔ نبی باطنی پہلو سے احکام بذریعہ وحی اور بذریعہ کشف و الہام حاصل کرتا ہے اور انبیاء کا الہام و کشف قطعی ہوتا ہے۔ اور ظاہری پہلو سے مخلوق خدا تک احکام پہنچاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نبوت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.sirat-e-mustaqeem.com

کی قیامت تک باقی ہے۔ چونکہ آپ خاتم النبیینؐ ہیں۔ لہذا یہ دونوں پہلو نبوت کے بھی باقی ہیں۔ اور ان دونوں پہلوؤں کی بقاء موقوف ہے ان دونوں پہلوؤں کے علماء پر، جو علوم ظاہریہ کے عالم ہوں، اور علوم باطنیہ کے عالم ہوں۔ لہذا علمائے ظواہر کا جس طرح بقاء ضروری ہے جو حامل شریعت ظاہری نبوت کے ہیں، اسی طرح علماء باطن کا بقاء بھی ضروری ہے۔ جو حامل ہیں علوم باطنیہ نبوت کے۔ اس کا انکار یا جاہل بے دین کرے گا، یا عنادی ضدی کرے گا۔ ان سے خدا کی پناہ! اور یہ مسئلہ علماء ظاہریہ و باطنیہ میں متفق علیہ ہے۔ جیساکہ شرح شفاء قاضی عیاض میں ملا علی قاری حنفی نے لکھا۔ ج ۲ ص ۲۱۵ و ج ۲ ص ۲۱۶

قال صاحب حکمة الاشراق فی کتابه لا بد لله تعالی من خلیفة فی ارضه وانه قد یکون متصرفا ظاهرا فقط کالسلاطین و باطنا کالاقطاب وقد یجمع بین الخلافتین کالخلفاء الراشدین کابی بکر و عمر و عثمان و عمر بن عبد العزیز فقد انکره بعض الجهلة فی زماننا۔

فرمایا صاحب حکمت اشراق نے اپنی کتاب میں۔ خدا تعالیٰ کے لئے ضروری ہے۔ خلیفہ زمین میں، وہ خلیفہ کبھی ظاہر ہوتا ہے متصرف فقط جیسا بادشاہ وقت اور کبھی خلیفہ باطن ہوتا ہے۔ جیسا قطب؛ اور جمع بھی کر دیتا ہے دونوں ایک میں۔ جب دونوں خلافتیں ظاہری باطنی، خلفاء راشدینؓ اور عمر بن عبد العزیزؒ میں جمع کردی تھیں۔

قال ذوالنون المصری النقباء ثلثمائة والنجباء ...

کہا ذوالنون مصری نے، زمین میں نقباء تین سو ہوتے ہیں۔ اور ...

www.sirat-e-mustaqeem.com

سبعون والبدلاء اربعون	ستر ہوتے ہیں اور ابدال ۴۰ ہیں۔ اور اخیار
والاخیار سبعة والعمدة	سات ہوتے ہیں۔ اور عمدہ یعنی قطب
اربعة والغوث واحد"	چار ہوتے ہیں اور غوث ایک ہوتا ہے

اور اسی کتاب میں پھر فرمایا :۔

اقول بعد عصره صلّی الله	فرمایا کہ بعد زمانہ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم خلیفة القطب	علیہ وسلم کے، آپ کا خلیفہ قطب
وزرائه النجباء والنقباء و	ہے۔ اور قطب کے وزرا نجباء
البدلاء ۔ ان قال وقد	اور نقباء اور ابدال ہیں۔ اور حدیث
ورد التصریح بهؤلاء	نبویؐ میں ان کے نام کی تصریح موجود
فی احادیث جمعها السیوطی	ہے۔ تمام احادیث کو علامہ سیوطیؒ
فی رسالة مستقلة و	نے ایک مستقل رسالہ میں جمع کیا ہے
من العجیب ان هذا	اور عجب بات یہ کہ اس پر تمام
متفق علیه بین اهل الشرع والحکماء	اصحاب شرع رسولؐ کا اتفاق ہے
ولکن هذا استو امن اسرار دقیق لا	مگر سوائے اہل کشف کے دوسرے
یوقف علیه الا بالکشف نسیم ج ۳ ص ۱۵	اس راز پر مطلع نہیں ہوسکتے۔

پھر اسی نسیم الریاض وشرح ملّا علی قاری ج ۲ ص ۲۱۶

وقال اعلم ان رسول	ملّا علی قاری نے فرمایا کہ اس کتاب
الله صلی الله علیه وسلم لما	کو جان لیں کہ جس وقت رسول خدا
تبعض بکت الارض نقالت المنی	صلے اللہ علیہ وسلم عالم برزخ کی طرف
وسیدی بقیت لا یمشی	منتقل ہوتے تو زمین رو دی۔ پس کہا
علی نبیّ الی یوم القیمة	زمین نے۔ اے میرے سردار
فاوحی الله تعالے	میں تو آپ خالی رہ گئی۔ میرے اوپر

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابیدا اجعل علےٰ ظھر من هٰذه الامة من قلوبهم علےٰ قلوب الانبیاء علیهم السلام لا اخلیك منهم الیٰ یوم القیمة

تو قیامت تک کوئی نبی نہ چلے گا۔ سو الہام کیا، خدائے تعالےٰ نے زمین کی طرف کہ میں اس امت سے تیری پشت پر وہ اولیاء اللہ چلاؤں گا جن کے دل انبیاء علیہم السلام کے دلوں پر ہوں گے۔ اور ان اولیاء اللہ سے قیامت تک خالی نہ چھوڑوں گا۔

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ مسند امام احمد کے حضرت شریح بن عبید سے مذکور ہے، جو حضرت علی سے بیان کرتے ہیں۔

قال ذکر اهل الشام عند علیؓ وقیل العنهم یا امیر المؤمنین ـ قال لا انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وهم اربعون رجلاً کلما مات رجل ابدل الله مکانه رجلاً یسقی بهم الغیث وینتصر بهم

حضرت شریح حضرت علی سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس شامیوں کا ذکر کیا گیا۔ اور حضرت علی سے کہا گیا کہ شامیوں پر لعنت بھیجیں۔ فرمایا۔ نہیں، کیونکہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ آپ فرماتے تھے۔ ابدال شام میں ہوں گے، اور وہ چالیس آدمی ہوتے ہیں۔ جب ان میں سے ایک فوت ہو جائے تو خدا تعالےٰ اس کی جگہ دوسرا بدل دیتا ہے۔ ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے اُن کی برکت سے دشمن یعنی کفار پر

www.sirat-e-mustaqeem.com

وينتصر بهم على الاعداء ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب

مسلمانوں کو غلبہ ہوتا ہے۔ ان کی برکت سے اہل شام سے دنیاوی عذاب ہٹ جاتا ہے

بلکہ اجرائے فیوض و برکات خود قرآن سے آیت وکان ابوھما صالحاً سے واضح ہے کہ صالح باپ کی برکت سے خداوند تعالیٰ نے ان کا مال بچایا، محفوظ رکھا۔ اس حدیث کی رُو سے ان کے وجود کی برکات دکھلانا تو مخصوص ہیں۔ ان کے وجود کی برکت سے بارش کا ہونا۔ دشمن پر غلبہ ہونا مصائب کا دور ہونا۔ صحت کا ہونا وغیرہ ان کے وجود کی برکات ہیں۔ اور تصرفات امورِ تکوینیہ بھی باذن اللہ بنص قرآنی میں حضرت خضرؑ کے قصہ سے ثابت ہے۔ میری اس مفصل تقریر سے اولیاء اللہ کی دو قسمیں ثابت ہوئیں۔ جس طرح حضرات صوفیاء کے مذہب ثابت ہیں :-

۱۔ ایک وہ حضرات ہیں جن کے متعلق خدمت ارشاد و ہدایت، تبلیغِ دین، درس و تدریس و اصلاحِ قلوب و تربیتِ نفوس، تعلیم طریق و قرب الٰہی و قبول عند اللہ۔ اور ان میں سے جو افضل و اکمل ہو جس کا فیض اکمل و اتم ہو تو اس کو قطب ارشاد کہتے ہیں۔ اس کو قطب اکبر بھی کہتے ہیں۔ بعض صوفیاء کا خیال ہے کہ قطب الاقطاب بھی اس کو کہتے ہیں۔

(خاص بات) قطبِ ارشاد کے لیے ضروری نہیں کہ اس کو بھی اپنے قطب ہونے کا علم ہو۔ ہاں صاحبِ کشفِ تام ہو تو پھر دربارِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے بعض اوقات معلوم ہو جاتا ہے۔ مگر ضروری نہیں ہے۔ اصل میں یہ محبوب رب العالمین ہوتا ہے، یہ ضروری ہے کہ اس کو بھی اپنی محبوبیت کا

www.sirat-e-mustaqeem.com

علم ہو۔ محبوبیت خود کوئی عہدہ یا منصب نہیں۔ بلکہ تقرب سے پیدا ہوتی ہے۔

(۲) دوسرے جن کے متعلق و ذمہ خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ، اور دفع مصائب و بلیات ہے۔ کہ ان کی ہمت باطنی سے جو خدا تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے، باذن اللہ درستی فرماتے ہیں۔ ان میں جو اعلیٰ و اکمل ہستی ہوتی ہے، اس کو قطب مدار، قطب تکوین۔ قطب عالم بھی کہتے ہیں۔ ان کی حالت مثل ملائکہ جن کو قرآن کریم نے مدبرات امر فرمایا ہے۔ اس قطب کو اپنے قطب ہونے کا علم ضروری ہے۔ چونکہ یہ ایک عہدہ اور منصب الٰہیہ ہے۔ جس کی ضرورت روزمرہ پیش آتی ہے۔

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں۔ ایک صاحب ارشاد۔ دوسرے صاحب تصرف ان کا وجود قیامت تک رہے گا۔ ان کے وجود کی برکات بھی ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کا تصرف امور تکوینیہ میں بھی ثابت ہو چکا ہے۔ مگر وہ لوگ بھی دنیا میں آباد ہیں جن کو ان سے ناحق دشمنی و عداوت ہے۔ صالحین اولیاء اور عارفین کا نام سن کر ان کی بھویں اکھیڑنے کو تیار ہیں۔ مگر خوب یاد رکھیں۔

شعر:

حب درویشاں کلید جنت است

دشمن ایشاں سزائے لعنت است

مظہری ص ۱۳۸ ج ۶ ولکن الناس یتسارعون الی الانکار ومنه انکار موسیٰ علیہ السلام علی خضر علیہ السلام۔

لیکن لوگ انکار اولیاء اللہ پر جلدی کرتے ہیں۔ اسی قبیلہ سے ہے انکار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام پر۔

پھر اسی مظہری ص ۱۴۶ ج ۱ امام ربانی پر ایک مولوی نے اسی وجہ سے اعتراض کیا تھا امام صاحب نے فرمایا تھا کہ میں محمد رسول اللہ کی مٹی سے ہوں۔ یعنی اصالۃ اکبر نے کا مدعی ہے۔ اصالۃ الکبرٰی صوفیاء کی اصطلاح میں نبی کی مٹی سے ہونا

www.sirat-e-mustaqeem.com

واعترض من ذلک الدعوی رضی اللہ عنہ بعض الناس اما جہلاً و اما عناداً فویلٌ لمن عاند اولیاء اللہ ولم یذہب علٰی حسن الظن فی شانھم

بعض آدمیوں نے مجدد صاحب کے اس دعوے پر یا بوجہ جہالت کے یا بوجہ ضد و عناد کے۔ پس خرابی ہے اس شخص کے لیے جو ان سے حسن ظن نہیں رکھتا۔

اور ملا علی القاری نے شرح شفاء میں فرمایا۔

وقد انکر بعض الجہلۃ فی زماننا الخ

انکار کیا بعض جہلا نے ہمارے زمانے میں

اور روض الریاحین ص۳ پر امام یافعی نے فرمایا۔

اقل عقوبۃ المنکر علی الصالحین ان یحرم برکتھم ویخشی علیہ سوء الخاتمۃ نعوذ باللہ من سوء الخاتمۃ

کم از کم عذاب جو انکار صالحین کی وجہ سے ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ان کے فیض سے محرومی۔ اور ان کی برکات سے محرومی اور پھر سوء خاتمہ کا بھی ڈر ہے۔ سوء خاتمہ سے اللہ کی پناہ۔

مکتوبات نسیم الریاض ص۱۷۳ ج۲

عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنھا مرفوعاً فقالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذھب الامۃ حتی یلعن اٰخرھا اولھا وادخل بعضھم فی ھذا مناحب بعض الاولیاء و علماء السلف وذکرھم بالسوء وافتری علیھم

مرفوع حدیث اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، میری امت دنیا سے نہ جائے گی یہاں تک کہ ان میں سے بعد میں آنے والے اپنے پیشروؤں پر لعنت کریں گے۔ اور بعض علماء نے اس میں داخل کیا ہے اس شخص کو بھی جو اولیاء اللہ کو برا بھلا کہے گا۔ اور علماء سلف صالحین کو برائی سے یاد

www.sirat-e-mustaqeem.com

ما لم يقولوا كما شاهدنا
من بعض السفهاء يسبون
العارف بالله ۔ سيدي
محي الدين بن عربي وسيدي
عمر بن الفارض ونحوهما
من الاولياء الله
تعالى حتى صنف بعضهم
تصانيف في الرد عليهم
ومقامهم اعلى من
ذالك والاشتغال بمثل
هذا تضييع للزمان وتسويد
بوجوه الاوراق ويخشى
على متصدي لذالك
من سوء الخاتمة نفعنا الله
بهم وبركاتهم و
حشرنا في زمرتهم ۔

کریگا اور ان پر افترا اور جھوٹ گھڑے گا ۔
انہوں نے کہا تھا جیسا ہم نے دیکھا
ہے کہ بعض بے دین ۔ بے وقوف (ہونگے)
ولی اللہ محی الدین بن عربی اور عارف کامل
سید عمر بن فارض اور ان کے امثال کو
گالیاں دیتے ہیں ۔ یعنی اور دوسرے اولیاء
اللہ کو بھی ۔ حتی کہ بعض بے دین علماء
نے ان کے رد میں کتابیں بھی لکھ رکھی ہیں
حالانکہ ان اولیاء اللہ کی شان بہت بلند
ھے ۔ ان کی گستاخیوں سے اور ان
بے وقوف علماء کے رد میں مشغول ہونا
تضیع اوقات کرنا ہے ۔ وہ کاغذ سیاہ کرتے
ہیں ۔ ایسے لوگوں کے لئے سوئے خاتمہ کا
ڈر ھے ۔ خدا تعالی ان اولیاء اللہ کے
وجود سے اور ان کی برکات سے ہمیں نفع عطا
فرمائے ۔ اور قیامت کے دن ان کی
جماعت میں اٹھائے ۔

نوٹ : جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر سب و شتم کرنے
والے اس حدیث سے ثابت ہے کہ ملعون ہیں ۔ اسی
طرح سب اولیاء اللہ تعالی پر سب و شتم کرنے والے بھی
ملعون ہوئے ۔

★

www.sirat-e-mustaqeem.com

اولیاء اللہ کی مخالفت

اولیاء اللہ کے خلاف فتوے دینا، یا ان کی مخالفت کرنا، یا ان کو برا کہنا، یا ان پر اعتراض کرنا، یا ان کی ہستی یا ان کے کمال کا یا ان کے وجود کی برکات کا یا ان کے باذن اللہ تصرفات امور تکوینیہ کا انکار کرنا دو وجہ سے ہوتا ہے۔ یا تو بوجہ جہالت کے، کرتے ہیں کہ علوم صوفیہ سے بے علم ہونے کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں کہ یہ خلاف شرع ہے۔ خواہ وہ حقیقت میں عین ثواب و مطابق شریعت ہی ہو۔

حضرت خضر علیہ السلام نے جو کچھ کیا تھا عین ثواب تھا۔ اور حق تھا بامر اللہ تھا، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ علم نہیں دیا گیا تھا تو حضرت خضر علیہ السلام پر انکار کر دیا۔ معلوم ہوا کہ جب انبیاء میں سے بعض کو یہ علم نہ دیا گیا تھا تو دوسرے عوام کا کیا حال ہوگا؟

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی نے الرفع والتکمیل کے ص ۲۸، ۲۹ پر اس تعصب کی بابت خوب وضاحت فرمائی ہے۔

ومن ذالك جرح الذهبي في ميزانه وسير النبلاء وغيرهما من تاليفاته في كثير من الصوفية واولياء الامة۔ وذالك لما علم من عادة الذهبي من تجرده من اشعة انوار التصوف والعلم الوهبي الطعن على اكابر الصوفية

امام ذہبی نے میزان و سیر النبلاء میں اور ان کے علاوہ دوسری تصنیفات میں اکثر صوفیہ اور اولیاء اللہ پر جرح کی ہے۔ پھر فرمایا۔ یہ جرح اس وجہ سے کی کہ امام ذہبی کا دل خالی ہے انوارِ تصوف اور علم وہبی لدنی سے۔ اس لئے ایسا کرنا امام ذہبی کی عادت ہوگئی ہے طعن کرتا ہے اکابر صوفیہ پر یعنی اولیاء

www.sirat-e-mustaqeem.com

اللہ پر طعن کرنا اُس کی عادت ہو چکی ہے۔

اسی کتاب میں ص۱۳۵۔ مع

ان الحافظ الذهبي كان من اشد المنكرين على الشيخ اى محي الدين بن العربي وعلى طائفة الصوفيه هو وابن تيميه۔

اور باوجودیکہ حافظ ذہبی سخت معترض تھا شیخ عارف کامل ولی اللہ محی الدین ابن عربی اور جماعت صوفیہ پر، علامہ ذہبی اور علامہ ابن تیمیہ سخت معترض تھے۔

پھر ص۱۳۱ پر:

وقد وصل من الذهبي التعصب المفرط الى حد يستحي منه وانا اخشى عليهم من غالب علماء المسلمين وائمتهم الذين حملوا الشريعة النبوية فان غالبهم اشاعرة وهو اذا وقع باشعري لا يبقي ولا يذر الذي اعتقده انهم خصماؤه يوم القيامة

اور تحقیق امام عبدالحی فرماتے ہیں صوفیہ کے حق میں تعصب، عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ حیا کیا جاتا ہے اس کے بیان سے "اور میں خوف کرتا ہوں علماء مسلمین اور آئمہ دین سے وہ آئمہ دین جنہوں نے شریعت محمدیہ کا بوجھ اُٹھایا۔ غالب ان میں سے اشاعرہ ہیں اور امام ذہبی نے جب امام اشعری کو نہیں چھوڑا تو پھر یہ کسی کو بھی نہیں چھوڑتا۔ اور نہ ہی چھوڑے گا۔ اور وہ چیز کہ جس کا میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ تحقیق یہ علماء دین اور آئمہ دین میدان قیامت میں ذہبی کے دشمن ہوں گے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تعصب میں عناد۔ ضد اور لاعلمی دونوں ظاہر ہیں۔ جو شخص اس نور سے منور القلب نہ ہو تو دوسرے صاحب بصیرت حضرات پر

اعتراض کرتا ہے۔ اِ دیں وجہ عدم بصیرت کے اس کا حق یہ تھا کہ کہتا بھائی میں اِس علم سے اندھا ہوں نہ کہ بوجہ اندھا پن کے انکار کرتا۔ چہ جائیکہ بوجہ نہ سمجھی کے اعتراض کرتا۔

دُوسری وجہ انکار کی محض عناد و ضد ہے۔ اور صلحاءِ اُمت پر حسد ہے۔ جس کا علاج ہی محال ہے۔ اس کا کیا علاج کیا جائے، جو یہ کہے کہ فلاں شخص کو خدا نے یہ علم دیا ہے اور ہمیں کیوں نہیں دیا۔ لہٰذا علم کا بھی اِنکار کر بیٹھے۔ اللہ لوگوں کی زبان سے محفوظ رہنا محال ہے۔ حسد کی آگ ان کے دل میں ہمیشہ جلتی رہے گی۔

فتح الملہم ج ۱ ص ۴۲:۔

إن موسى عليه السلام قال يارب اقطع عني السنة بني اسرائيل فاوحى اليه تعالى يا موسى لم اقطعها عن نفسي فكيف اقطعها عنك۔ اشعار

لست بناج من مقالة طاعن
ولو كنت في غار على جبل وعر
الا قل لمن ظل لي حاسدا
اتدري على من اسأت الادب
اسأت على الله في نعمائه
كانك لم ترض لي ما وهب

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا مانگی کہ بار خدایا مجھ سے بنی اسرائیل کی زبان بند کر دے۔ کہ میں اُن کی زبان سے محفوظ رہوں وحی آئی کہ جب میں نے اُن کی زبانیں اپنی مخالفت میں بند نہیں کیں تو تیرے لیے کیسے بند کر دوں؟

شعر۔ میں طعن کرنیوالوں کے طعن سے نہ بچ سکا۔ اگرچہ میں کسی سخت پہاڑ کی غار میں ہوں۔ خبردار ہو وہ شخص جو میرا حاسد ہے کیا تو جانتا ہے کہ کس کی بے ادبی کر رہا ہے۔ یہ بے ادبی حسد کی شانِ خداوندی نہیں ہے۔ گویا خدا نے جو انہوں نے ہم کو یہ انعام دیا ہے راضی نہیں ہے۔ گویا حاسد مانند خدا پر بھی راضی نہیں ہوتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

مشہور بات ہے کہ کوئی جاہل عالم کے علم کی انتہا کو نہیں سمجھ سکتا۔ عالم کے علم کو عالم ہی سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح ہر فن والے کو اسی فن کا ماہر سمجھ سکتا ہے یہی حالت ہے ولی کی کہ اس کو کامل ولی ہی سمجھ سکتا ہے۔

علامہ شعرانی لواقع الانوار ص ۶ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

ان الولی لا یعرف صفاته الا الاولیاء فمن این لغیر الولی نفی الولایة عن انسان ماذاك الا محض تعصب كما ترى فی زماننا هذا من انكار ابن تیمیه علینا و علی اخواننا من العارفین فاحذر یا اخی ممن كان هذا وصفه و فر من مجالسته فرارك من السبع الضاری۔

محقق بات ہے کہ ولی اللہ کی صفات کو اور ذات کو ولی اللہ ہی پہچان سکتا ہے۔ اور کہاں سے غیر ولی اللہ ولی اللہ کی نفی کرتا ہے یا طعن کرتا ہے۔ یہ نفی طعن تعصب محض کے سوا کچھ نہیں جیسا تو دیکھتا ہے، اس ہمارے زمانہ میں ابن تیمیہ کا انکار کرنا ہم پر اور دوسرے ہمارے بھائی عارفین پر۔ پس اے بھائی تو اس شخص سے اور اس کی مجلس سے، اور وعظ سے تو بھاگ۔ جس کی یہ حالت ہو کہ اولیاء اللہ پر طعن کرتا ہو اور اس طرح بھاگ جس طرح انسان درندہ پھاڑنے والے سے بھاگتا ہے۔

گویا ایسے لوگ جو صلحائے امت پر طعن کریں، جیسا آج صحابہ کرام پر یا سابقہ علماء پر اور اولیاء اللہ پر کر رہے ہیں۔ یہ بھی درندوں سے کم نہیں۔

اسی تعصب و عناد کی بناء پر علمائے سوء اور مفقود البصیرت صاحبان نے اولیاء اللہ کو قسم قسم کی ایذائیں پہنچائیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اولیاء اللہ کی مخالفت پر کوڑوں کی سزا

نسیم الریاض صفحہ ۴۹۴ - ج ۳ پر۔

١- وقد رأى بعض المشائخ الغزالي من يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم يشكو من شخص طعن فيه فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بضربه بالسياط فانتبه وبه اثر الضرب والمه

اور بعض مشائخ نے حضرت امام غزالیؒ کو دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ والہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر اس آدمی کا شکوہ کر رہے ہیں۔ جس نے امام غزالیؒ پر طعن کئے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طاعن کو کوڑے مارنے کا حکم دیدیا پس وہ مضروب بیدار ہوا تو کوڑوں کا اثر اُس کے بدن پر تھا۔ اور درد بھی تھا۔

٢- طبقات الکبریٰ صفحہ ١٧١، جلد ١

وافتوا بتكفير الامام الغزالي رحمة الله عليه واحرقوا كتابه الاحياء ثم نصره الله تعالى عليهم وكتبوه بماء الذهب وكان من جماعة من ذكر على الغزالي وافتى بتحريق كتابه القاضي عياض وابن رشد فلما ابلغ الغزالي

اور علماء نے کفر کا فتوٰی امام غزالیؒ پر دیا اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاحیاء العلوم کو جلا ڈالا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر امام غزالیؒ کو قبضہ دیا۔ اور انہوں نے یہ کتاب احیاء العلوم سونے کے پانی سے لکھی۔ امام غزالیؒ کے خلاف فتوئے کفر دینے اور کتاب احیاء العلوم کو جلانے کا حکم دینے والوں میں سے قاضی عیاض اور علامہ ابن رشد تھے۔ اور امام غزالیؒ کو جب علم ہوا تو

www.sirat-e-mustaqeem.com

ذالك دعا عليه القاضي فمات فجأة في الحمام يوم الدعاء عليه

قاضی عیاض کے لئے بددعا کی۔ اور قاضی حمام میں اسی دعا کے دن مر گیا۔

اس واقعہ کی پوری تفصیل امام یافعی نے اپنی کتاب کفایت المعتقد کے صفحہ ۲۲۲ اور مراۃ الجنان کے صفحہ ۲۲۵ میں یوں بیان فرمائی ہے:-

۳۔ لما وقف ابو الحسن بن حرزم المعروف بين الناس ابن حرازم على كتاب الاحياء نظر فيه و تامله ثم قال هذا بدعة مخالف للسنة وكان مطاعا في جميع الناس والبلاد اي بلاد المغرب فامر باحضار كل ما فيها من نسخ الاحياء و طلب من السلطان ان يلزم الناس ذالك فارسل السلطان الى جميع النواحي ونودي فيها لعنة الله على من عنده شئ من الكتاب الاحياء ولا يحضره فاحضر الناس ما عندهم من ذالك

اور جب کتاب احیاء العلوم پر ابو الحسن بن حرزم جو لوگوں میں ابن حرازم سے مشہور تھا، واقفیت پائی تو اس میں نظر کی۔ اور غور کیا تو کہا یہ کتاب بدعت ہے یعنی بدعات سے بھری ہوئی ہے۔ خلاف سنت ہے۔ اور یہ علامہ ابن حرازم لوگوں میں یعنی مغربی شہروں میں مسلم ہستی تھی۔ اپنے تمام نسخہ احیاء العلوم کے حاضر کرنے کا حکم دے دیا۔ اور بادشاہِ وقت کو کہا کر لوگوں پہ یہ حکم لازم کر دے احیاء العلوم کو حاضر و جمع کرنے کا۔ اور بادشاہ نے تمام علاقوں اور شہروں میں منادی کرا دی کہ اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جس کے پاس احیاء العلوم کے نسخے موجود ہوں اور وہ پیش نہ کرے۔ اور لوگوں نے احیاء العلوم کو جمع کر کے پیش کر دیا۔ اور فقہاء اور علماء نے احیاء العلوم کو دیکھا اور اس پر متفق ہو گئے کہ یہ کتاب جلائی جائے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

واجتمع الفقهاء وتناظروا
فيه ثم اجمعوا على
احراقه يوم الجمعة
وكان اجتماعهم ليوم
الخميس فلما كانت
ليلة الجمعة رای ابو الحسن
المذكور فی المنام كانه
دخل من باب الجامع
الذی عادته يدخل
منه فرای فی ركن المسجد
نوراً فاذا بالنبی صلی
الله عليه وسلم وابی
بكر وعمر رضی الله عنهما
جلوس والامام ابو حامد
الغزالی قائم وبيده
كتاب الاحياء العلوم
فقال يا رسول الله صلی
الله عليه وسلم هذا
خصمی ثم جثا على
ركبتيه وزحف عليهما
الی ان وصل النبی صلی الله
عليه وسلم فناوله

یہ اجتماع ان کا جمعرات کے دن ہوا تھا
اور جمعہ کی رات کو ابوالحسن نے خواب
میں دیکھا۔ وہ اس دروازہ مسجد سے
داخل ہوا، جس سے وہ ہمیشہ ہوتا تھا
پس دیکھا کہ مسجد کے ایک رکن میں
نور اچانک نظر آیا۔ دیکھا کہ حضور
انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعہ حضرت
صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہم اجمعین
کے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور امام غزالی
رسولِ خدا کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور
کتاب احیاء العلوم ان کے ہاتھ میں ہے
پھر امام غزالی نے عرض کی۔ یا رسول اللہ
یہ شخص میرا دشمن ہے۔ پھر زانو کے بل
چل کر حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے، اور
کتاب احیاءُ العلوم رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہاتھ میں پکڑائی، اور عرض
کی، یہ کتاب ہے، یا رسول اللہ! اس میں
آپ نظر فرمائیں۔ اگر یہ بدعت
اور مخالف سنت ہے، جیسے میرے
دشمن کا خیال ہے تو میں توبہ کر لوں
خدا کی بارگاہ میں۔ اگر یہ کتاب اچھی
ہے، اور آپ اس کو اچھا سمجھتے ہیں،

www.sirat-e-mustaqeem.com

كتابه الاحياء وقال يا
رسول الله انظر فيه فان
كانت بدعة مخالفة
لسنتك كما زعم. تبت
الى الله تعالى وان كان
شيء تستحسنه حصل
لى من بركتك فانصفني
من خصمي. فنظر فيه
صلى الله عليه وسلم، ورقة
ورقة الى آخره ثم
قال والله ان هذا شيء
حسن ثم ناوله ابا بكر
فنظر فيه كذالك ثم
قال نعم والذي بعثك
بالحق يا رسول الله انه
لحسن ثم ناوله عمر
فنظر فيه كذالك ثم
قال كما قال ابو بكر
رضي الله تعالى عنهما
فامر رسول الله صلى
الله عليه وسلم بتجريد
ابي الحسن من ثيابه.

اور جو کچھ میں نے لکھا ہے آپ کی برکت
سے لکھا ہے۔ آپ کی برکت سے
لکھا ہے۔ تو پس انصاف کیجئے
میرے دشمن سے۔ پس نظر کی
حضور ﷺ نے اس کتاب میں ورق
ورق کر کے۔ پھر فرمایا۔ "خدا
کی قسم! یہ تو بہت اچھی ہے۔"
پھر پکڑا اس کتاب کو ابوبکر صدیق رض
پھر نظر کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے بھی اسی طرح اور قسم کھایا صدیق رضی
اللہ عنہ نے۔ "قسم ہے اس ذات
کی، جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا
یہ کتاب البتہ اچھی ہے" پھر دے دی
فاروق اعظم کو۔ پس فاروق رضی
اللہ عنہ نے نظر کی۔ اسی طریقہ سے
پھر فرمایا جو کچھ ابوبکر صدیق رض نے
فرمایا تھا۔ پھر حکم دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ ابوالحسن کے کپڑے اتارنے کا، پھر
حد ماری جھوٹے کی، پھر سفارش کی ابوبکر رضی
اللہ عنہ نے پانچ کوڑوں کے بعد اور عرض
کی یا رسول اللہ اس نے جو کچھ کیا ہے،
آپ کی سنت کی تعظیم کے لئے کیا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ضربه حدّ المفترى ثمّ شفع
ابو بكر فيه بعد خمسة
اسواط وقالَ يا رسُول الله
انّما فعل اجتهادًا في
سُنّتك و تعظيمًا فغفرله ابو
حامد الغزالي عند ذالك
فلمّا استيقظ من منامه
واصبح اعلم اصحابه ماجرى له ومكث قريبًا
من شهر يتوجع من ذالك الضرب ثمّ
نظر بعد ذالك في الاحياء فرآه ورأى آخر وفهمه
فهمًا آخر خلاف الفهم الاوّل فرآه موافقًا
للكتاب والسنة قلت وقد اخبرني به الشيخ شهاب الدين
بن الملبك الشاذلي رحمه الله تعالى وقال مات والاثر السياط ظاهر على

اجتہاداً اور کیا ہے۔ پھر معاف کر دیا اس کو امام غزالی نے اس وقت اور جب ابوالحسن نیند سے بیدار ہوا، اور صبح اپنے تمام ساتھیوں کو جو کچھ اس پر گزرا بتایا۔ اور ایک ماہ تک اس ضرب کا اس کو درد محسوس ہوتا تھا پھر نظر کی بعد اس کے احیاء میں پس دیکھا اس کو دیکھنا دوسری طرح۔ اور سمجھا اس کو سمجھنا پہلے کے خلاف، پس پایا اس کو موافق کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق خبر دی اس بات کی شیخ شہاب الدین بن جلیک شاذلی نے کہ مرا جس دن مرا ابوالحسن، کوڑوں کے نشان اس کے جسم پر موجود تھے،

نوٹ :۔ یہ سوال نہ کیا جائے" یہ واقعہ خواب کا ہے۔ اور خواب پر کسی مسئلہ کی بنیاد رکھنی ٹھیک نہیں۔

الجواب :۔ ہم صرف خواب پر اس کی بنیاد نہیں رکھ رہے۔ بلکہ ہمارے استدلال کی بنیاد مدار واقعہ کی بنیاد ان کوڑوں کے نشانات پر ہے۔ جو موت تک اس کے بدن پر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ جو سزا اسے خواب میں دی گئی تھی، وہ حقیقت پر مبنی تھی۔ اگر صرف خواب ہی ہوتی تو نشانات کوڑوں کے اس کے بدن پر ہوتے۔ اور نہ ہی تائب ہوتا۔ بلکہ احیاء العلوم کو جلا دیتا۔

طبقات الکبریٰ شعرانی جلد اول صفحہ نمبر ۱۵

بایزید بسطامی تاج الاولیاء کو علامہ حسین بن عیسیٰ مدرس بسطام نے سات بار

www.sirat-e-mustaqeem.com

فتوٰے لگا کر بسطام سے نکالا۔ ان کی موت کے بعد بایزید بسطامی بسطام میں واپس آئے تھے۔

۴۔ اِنَّ اَبَا یزید البسطامی رحمۃ اللہ علیہ انّھم نفوہ من بلدہٖ سبع سَوَّاتٍ فانّہ لما رجع الی بسطام من سفرہٖ وتکلّم بعلوم لا عھد لاھل بلدہ بہا من مقامات الانبیاء والاولیاء دالکر ذالک الحسن بن عیسٰی لبطامی امام فاحیتہ والمدرس بھا فی علوم الظاہر وامر اھل بلدہٖ ان یخرجوا بایزید من بسطام فاخرجوہ ولم یعد الیھا الا بعد موت حسین المذکور ویقولون ھذا یظہر الاسلام ویخفی الکفر ولھذا یومونہ بالزندقۃ؟

تحقیق بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بسطام والوں نے سات مرتبہ اپنے شہر سے نکالا تھا۔ کیونکہ جب وہ سفر سے لوٹ کر اپنے شہر بسطام میں آئے۔ اور ایسے علوم میں کلام کی جن کا تعلق انبیاء و اولیاء کے مقامات سے تھا۔ اور لوگوں کے فہم سے بالا تر تھے۔ سو اس پر انکار کیا، علامہ حسین بن عیسٰے نے، جو امام تھا اس علاقے کا، اور علوم ظاہریہ کا۔ بسطام میں مدرس تھا۔ اس نے بسطامیوں کو حکم دیا کہ بایزید کو بسطام سے نکال دو۔ پس انہوں نے نکال دیا۔ اور بایزید بسطام میں حسین بن عیسٰی کی موت کے بعد لوٹے تھے۔ اور بسطامی کہتے تھے کہ یہ اسلام کو ظاہر کرتا ہے اور کفر کو دل میں چھپاتا ہے۔ اس لئے اس پر زندیق کا فتوٰے دیا تھا۔

فائدہ: یہ ہے وہ سلوک جو علوم باطنی سے ناواقف عالم ظاہر نے شہرۂ آفاق ولی اللہ جس کو تاج الاولیاء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، کے ساتھ کیا۔ بتاؤ اس پر کفر اور زندقہ کا فتوٰے دینے میں حسین بن عیسٰی حق بجانب تھا؟ (نہیں)

www.sirat-e-mustaqeem.com

کیا حسین بن عیسیٰ نے بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے وہ سلوک نہیں کیا جو قریش مکہ نے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے کیا تھا۔ کیا یہ وہی بایزید بسطامیؒ ہیں جن سے اولیاء اللہ نے روحانی فیض بھی حاصل کیا تھا۔ یا یہ کوئی اور ہیں اور جن پر حسین بن عیسیٰ نے فتوےٰ دیا تھا، وہ کوئی اور بایزید تھے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ حسین بن عیسےٰ حق بجانب تھا یا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۔۔۔؟ ظاہر ہے کہ ان دو میں بایزید بسطامی حق پر تھے، اور حسین بن عیسےٰ کا فتوےٰ محض ضد و عناد پر مبنی تھا؟ یا بوجہ لاعلمی تصوّف کی بنا پر تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ محض جہالت علومِ باطنی کی بنا پر تھا؟

فیصلہ : لامحالہ کچھ فیصلہ کرنا پڑے گا، اور دانشمندانہ فیصلہ یہ ہے کہ دونوں کو صحیح کہتے ہوئے ایک کو معذور سمجھیں، کیونکہ حسین بن عیسےٰ نے اپنے ظاہری علم کی بنا پر فتویٰ دیا تھا، اور علومِ باطنی سے واقف نہ تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ظاہری علوم رکھنے والے صوفیاء کے علم سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر ظاہری علم رکھنے والے کو صوفیاء کے خلاف فتوے دینے میں معذور سمجھیں گے۔

اور یہ بات بھی خوب ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ ہر کشف و الہام پر کتاب اللہ و سنتِ رسول سے حجت طلب کرنا غلط ہے۔ کیونکہ کشف و الہام فی نفسہٖ تو قرآن سے ثابت ہیں، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ کشف و الہام قرآن و سنت کے خلاف نہ ہوں۔

۳۔ طبقات شعرانی صفحہ ۱۲ ج ۲ اور مرآۃ الجنان امام یافعی صفحہ ۱۱

واخرجوا اباالحسن الشاذلی	اور حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
رحمۃ اللہ علیہ من بلاد المغرب	کو مع ان کی جماعت کے مغربی شہروں کی طرف
بجماعتہ ثم کاتبوا	نکال دیا گیا، اور اسکندریہ کے گورنر کو
نائب الاسکندریۃ نانہ	لکھا گیا کہ عنقریب اسکندریہ میں ایک

www.sirat-e-mustaqeem.com

سيقدم عليكم مغربي زنديق
وأخرجناه من بلادنا فاحذروا
من الاجتماع عليه فجاء الشيخ
إلى الاسكندرية فوجد أهلها
كلهم يسبونه ثم
وشوا به إلى السلطان
ولم يزل في الأذى حتى
حج بالناس في سنة
كان الحج قد قطع من
كثرة القطاع في الطريقة
فاعتقده الناس۔

کافر، زندیق آئے گا جس کو ہم نے اپنے شہروں سے نکال دیا ہے۔ اپنے لوگوں کو اس سے ڈرانا اور اس کے پاس جانے نہ دینا۔ پس شیخ رحمۃ اللہ علیہ سکندریہ میں آئے تو تمام شہری آپ کو گالیاں دینے لگے۔ سب کے سب شہنشاہ کے جاسوس بن گئے۔ اور شیخ رحمۃ اللہ کے لئے مستقل تکلیف و ایذا کا موجب بن گئے۔ حتی کہ شیخ نے حج ادا فرمایا بمع جماعت ان سالوں میں، جب حج بالکل ختم ہو چکا تھا ___ بوجہ ڈاکوؤں اور چوروں کے ___! آخر کار لوگ معتقد ہو گئے۔

اليواقيت الجواهر ص ۶۸ ج ۱۔

وان اراد احدكم
ان يعرف هذه المسئلة
ذوقاً فليسلم قيادته
لي اخرجه من وظائفه
ودنياه وماله
واولاده وادخله
الخلوة وامنعه النوم
واكل الشهوات وانا ضمن

اور اگر ارادہ کرے تم میں سے کوئی کہ اس مسئلہ معیت و عندیت باری کو سمجھے ذوقاً تو وہ اپنی قیادت میرے سپرد کر دے۔ میں اس کو دنیاوی کاروبار سے، کپڑوں سے، اولاد سے نکال لوں گا۔ اور تخلیہ اور خلوت میں داخل کروں گا۔ نیند سے دور کروں گا۔ لذیذ کھانوں سے دور کر دوں گا۔ اور میں ضامن ہو

www.sirat-e-mustaqeem.com

لم وصولهم الى علم هذه المسئلة ذوقاً و کشفاً

اس مسئلہ کے علم تک پہنچا دوں گا ذوقاً اور کشفاً۔ مگر ایک شخص نے بھی جرأت نہ کی پاس تعلیم کے حاصل کرنے کی۔

فائدہ

سید ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ شیخ ہیں سلسلہ شاذلیہ کے، اور پیر، مرشد ہیں علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے۔ جن کو ستائیس بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور رجب ۶۶۵ھ میں جامع ازھر میں حنفیوں اور شافعیوں کے مابین مناظرہ ہوا۔ جیسا الیواقیت والجواہر میں علامہ شعرانی نے نقل کیا ہے ص۹۲ ج ۱۔ علامہ بدرالدین علائی حنفی معیت باری تعالیٰ کے متعلق فرماتے تھے کہ "انسان و مخلوق سے باعتبار علم کے قریب ہے۔" اور علامہ ابراہیم مواہبی شاذلی فرماتے تھے، معیت باری باعتبار ذات سے ہے۔ جب حضرت شاذلی رحمتہ اللہ علیہ داخل ہوئے تو فرمایا۔ آپ لوگ اس مسئلہ کو دلیل سمعی سے سننا چاہتے ہیں اور سمجھنا چاہتے ہیں یا دلیل ذوقی سے؟ سب نے کہا۔ دلیل سمعی سے۔ آپ نے اس پر تقریر فرمائی۔ جس سے دنیا حیران ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ جو شخص اس مسئلہ کو ذوقاً معلوم کرنا چاہے تو میرے ہاتھ میں اپنا اختیار دے دے۔ میری صحبت کو اختیار کرے، میں انشاء اللہ تعالیٰ دکھا دوں گا کہ خداوند تعالیٰ کی ذات مخلوق سے کس طرح قریب ہے۔ مگر ایک آدمی نے بھی جرأت نہ کی۔ علم باطنی کے حصول کی ایسی ہستی پر بھی فتوے لگایا گیا تھا:

طبقات الکبریٰ شعرانی ص۱۰۴ ج ۱۔ اور مرآت الجنان امام یافعی ص۴۰۹

سید احمد رفاعی و رموا الشیخ احمد ابن رفاعی بزندقته والحاد وتحلیل المحرمات۔

غوث وقت سید احمد رفاعی پر فتویٰ لگایا گیا کہ یہ زندیق ہے۔ اور حلال کو حرام کہتا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

طبقات الشعرانی صفحہ ۱۴۳ جلد ۱۔

کتب الشیخ ابراهیم البعنی کتابًا
اِلی سید احمد رفاعی یحط الیه
فیه فقال سید احمد رضی اللّٰہ عنه
للرسولِ اقرأء فاذا فیه اعور
ای ای دجال ای مبتد ع
یامن جَمَعَ بین الرّجالِ
والنساء حتی ذکرا لکلب
اِلی ان فرغ الرسول من قرائته قال
سید احمد للرسول۔ اکتب الیه الجواب
فلما وصل الکتاب والی البعنی هام
علی وجهه فما عرفوا الی این ذهب

اور ابراہیم البعنی نے سید احمد رفاعی کو خط لکھا۔
سید احمد رفاعی نے قاصد کو فرمایا۔ اس خط کو پڑھ، جب پڑھا تو اس میں لکھا تھا اے دجال۔ کانے۔ بدعتی، عورتوں اور مردوں کو جمع کرنے والے۔ اے کتیا۔ کتے کے بچے۔ پھر سید احمد رفاعی نے قاصد سے جواب لکھایا۔ جب وہ خط شیخ ابراہیم کے پاس پہنچا۔ تو منہ کے بل گرا۔ پھر پتہ نہ چلا کہ علامہ ابراہیم کہاں گیا۔ یعنی نہ ریاں ہو کر گم ہو گیا۔

۵۔ طبقات شعرانی صفحہ ۱۳۰ جلد ۱۔

ومنهم الشیخ محمد بن
ابی جمرة رضی اللّٰہ عنه وکان
رضی اللّٰہ عنه کبیر الشان
مقبوض الظاهر
معمور الباطن غلبت علیه
صفت الجلال کان معظمًا
للشرع قائمًا بشرائعه
وشعرة نسوة وانکروه
علیه فی دعواه رویته

ان اولیاؤں سے شیخ ولی اللہ۔ محمد بن ابی جمرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ یہ بہت بڑی شان والے ولی اللہ تھے۔ ظاہری شریعت کے سخت پابند تھے۔ اور علوم باطنیہ ان کا باطن مزین تھا۔ ان پر اوصاف جلالیہ کا رنگ غالب اور شریعت کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور احکام شرعی کے بجا لانے پر قائم تھے، انہوں نے فرمایا کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا بیداری میں دیدار کرتا ہوں۔ تو

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقظۃ فعقدوا لہ مجلسا فاقام فی بیتہ لا یخرج الا الصلوۃ الجمعۃ

علماء نے ان پر انکار کیا۔ احیاناً کی مخالفت پر ایک مجلس قائم کی جس میں ہمیشہ ان کی تردید کی جاتی تھی۔ اور یہ گھر سے نہ نکلتے سوائے نماز جمعہ کے۔

حضرت محمد ابن ابی جمرہ اور ہستی ہیں اور حضرت عبداللہ بن ابی جمرہ اور ہیں جن کا ذکر آرہا ہے۔

علامہ شعرانی نے طبقات اکبری صفحہ ۱۶ پر نقل کیا ہے:۔

منھم عبد اللہ بن ابی جمرۃ عقد والہ مجلسھا فی الرد الیہ حین قال انا اجتمع للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقظۃ" فلزم بیتہ فلم یخرج الا الجمعۃ حتی مات

ان اولیاء اللہ میں سے حضرت عبداللہ بن ابی جمرہ بھی ہیں، جن کے لئے علماء ظواہر نے ایک مجلس قائم کی تھی۔ جس میں ان پر ہر روز ان کے خلاف تقریر کی جاتی تھی کہ یہ کہتا ہے کہ یہ کہتا ہے کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت حالت بیداری میں کرتا ہوں۔ اور آپ کے ساتھ آپ کی مجلس میں حالت بیداری میں مستفید ہوں۔ پس لازم پکڑ لیا، انہوں نے اپنے گھر کو صرف جمعہ کے دن نکلتے تھے۔ یہاں تک کہ فوت ہوگئے۔

فائدہ: یہ ثقہ عالم اور محدث ہے۔ جس نے بخاری کی شرح بھی لکھی ہے۔ جس سے جابجا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اخذ کرتا ہے۔

یہ فتوے محض علم سلوک سے جہالت کی بنیاد پر دیا گیا۔ اور عناد اور ضد اور حسد کی بناء پر دیا گیا حالانکہ تصوف کے منازل میں فنافی الرسول ایک ادنے منزل ہے صوفیوں کے نزدیک۔ اور جس شخص کو فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے۔ ان میں اکثر کو زیارت رسول

www.sirat-e-mustaqeem.com

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوتی رہتی ہے۔ جس کو شبہ ہو وہ کچھ مدت کے لئے ہمارے پاس آجائے۔ شرط یہ ہے کہ خلوص سے آئے۔ اور رضائے الٰہی ہی مقصد ہو۔ میں شرائط تصوف کی پابندی کراؤں گا۔ اور کچھ مدت کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دوں گا۔ ابھی میں زندہ ہوں جس کا جی چاہے آجائے۔ یہ بھی کوئی مسئلہ ہے کہ جو دعویٰ کرے کہ مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بیداری میں ہوتی ہے اُس پر فتوے لگا دیا جائے۔ کیا وہ فتوے کا مستحق ہے یا مبارک بادی کا مستحق ہے؟

طبقات الکبریٰ میں علامہ شعرانی نے حکیم ترمذی کا حال یوں نقل کیا ہے:۔

واخرجوا الحکیم الترمذی رحمۃ اللہ علیہ الیٰ بلخ۔ حین صنف کتاب علل الشریعۃ وکتاب ختم الاولیاء۔ وانکروا علیہ بسبب ھٰذین الکتابین وقالوا فضّلۃ الاولیاء علی الانبیاء واغلظوا علیہ فجمع کُتُبَہٗ فجمع کُتُبَہٗ کُلَّھَا وَاَلقٰھَا فی البحر۔ فابتلعتھا سمکۃ سنین ثم لفظتھا۔ وانتفع النّاس بِھَا۔	علامہ عارف باللہ حکیم ترمذی کو علماء کے حکم سے بلخ کی طرف نکالا گیا جب آپ نے کتاب علل الشریعت اور کتاب ختم الاولیاء لکھی تھی۔ اور اس پر ان دو کتابوں کی وجہ سے فتوے دیا کہ اس نے اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دی ہے۔ اور بہت سختی کی اس پر پس حکیم ترمذی نے تمام کتابوں کے نسخے جمع کر کے دریا میں ڈال دئے۔ پس ان سب نسخوں کو مچھلی نگل گئی کئی سال تک مچھلی نے اپنے پیٹ میں رکھا۔ پھر ان کو باہر ڈال دیا۔ اور لوگوں نے ان کتابوں سے فائدہ اٹھایا۔

فائدہ: یہ تھی کرامت ولی اللہ کی۔ کہ مچھلی کے پیٹ میں کتابوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ صحیح سلامت محفوظ رہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ نے ان کتابوں سے لوگوں کو

www.sirat-e-mustaqeem.com

فائدہ بخشا۔

۸۔ طبقات الکبریٰ شعرانی ۔صفحہ ۱۵ ۔ جلد ا۔

وقع لذی النون المصری رضی اللہ عنہ انّھم وشوبہ الی بعض الحکام وحملوہ من مصرالی بغداد مغلولاً مقیداً ونزلوا فی زورق لیمضوا الی السلطان بمصر لیشھدوا علیہ بالکفر فاعلموہ بذالك فقال اللّٰھمّ ان کانوا کاذبین فغرقھم فانقلب الزورق والناس ینتظرون فغرقوا حتّی رئیس المرکب فقیل لہ ما بال الرئیس فقال قد حملہ الفساق ونجاہ اللہ ای ذی النون من الغرق۔

ذوالنون مصری ولی اللہ کو مصر سے بغداد کی طرف قید کر کے لے گئے۔ اور بعض حکام وقت کے پاس چغلی کھائی اُن پر اور کشتی میں ان کو سوار کیا، تاکہ شاہ مصر کے پاس جاکر ان پر گواہی دیں کہ یہ شخص کافر ہے۔ پس ذوالنون کو یہ بات بتلادی اس نے اس کے حق میں بددعا کی کہ یا خدایا اگر یہ جھوٹے ہیں تو ان کو دریا میں غرق کر کشتی اُلٹی تمام غرق ہوئے۔ حتیٰ کہ کشتی والا بھی غرق ہوا۔ سوال ہوا کہ کشتی والے کا کیا قصور تھا۔ جواب ذوالنون نے دیا کہ اس نے نامقبول کو سوار کیا تھا۔ اور خود ذوالنون کو خدا تعالیٰ نے بچالیا غرق سے۔"

۹۔ طبقات الشعرانی، صفحہ ۱۵

واخرجوا سھل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ من بلدہٖ الی البصرۃ ونسبوہ الی القبائح وکفروہ ولم یزل بالبصرۃ الی ان مات بھا ھذا مع علمہٖ ومعرفتہٖ واجتھادہٖ

علماء نے فتوے دے کر حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے شہر سے نکال دیا بصرہ کی طرف، اور کفر اور قبیح سے قبیح باتوں کی نسبت اُن کی طرف کی، باوجود صاحب معرفت ولی اللہ ہونے کے۔ اور یہ کیوں ہوا؟ وہ کہتے تھے

www.sirat-e-mustaqeem.com

وذالك انه كان يقول التوبة فرض على العبد فى كل نفس فتعصب عليه الفقهاء حتى ذالك لا غاية

کہ انسان پر توبہ فرض ہے ہمیشہ گناہ سے توبہ کیا کرے۔ اس پر علماء نے حسد و عناد کی بناء پر فتوئے کفر دے کر بصرہ سے جلا وطن کیا۔

فائدہ یہ وہ ہستی ہے، جو پندرہ پندرہ دن مسلسل روزہ رکھتے۔ اور پندرہ دن کے بعد صرف خشک روٹی سے افطار کرتے تھے۔

اشعرانی لواقح الانوار ص۱۵

وكذالك رموا ابا سعيد الخراز وافتى العلماء بتكفيره

اسی طریقہ سے ماتھ جھا کے حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ جو ایک کامل ہستی تھی اولیاء اللہ میں سے ان پر بہتان باندھے۔ اور علماء نے ان پر کفر کا فتوے دیا تھا۔

۱۱- شعرانی طبقات ص۱۶

وكذالك شهدوا على الجنيد رضى الله عنه بالكفر مرارا وهذا من اعجب العجب

اور اسی طرح حضرت شیخ الطائفہ جنید البغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر کئی بار کفر کی گواہی دی کہ یہ کافر ہے، اور یہ فتوے عجیب ہے۔ ایسے شخص کو بھی نہ چھوڑا۔

۱۲- تاریخ ابن خلکان و مرآۃ الجنان امام یافعی ص۲۶۰ اور لواقح الانوار شعرانی ص۱۷

واقعہ شاہ منصور۔

واما سبب قتله فلم يكن عن امر موجب للقتل.

اور بہر حال سبب قتل شاہ منصور حلاج کا کسی ایسے فعل پر نہ تھا کہ وہ واقعی قتل

اسماعیل علیہ الوزیر حین
احضرہ الی مجلس الحکم
مرات ولم یظہر منہ
ما یخالف الشریعۃ فقال لجماعۃ
ھل لہ مصنفات فقالوا
نعم۔ الی ان قال فقال
القاضی ھذا الکتاب تصنیفک
فقال نعم۔ فقال لہ
ممن اخذتہ۔ فقال عن
الحسن البصری ولا یعلم
الحلاج ما دسوہ علیہ
فقال لہ القاضی
کذبت یا مراق
الدم۔ فتمسک الوزیر
ھذہ الکلمۃ علی القاضی ھذا اقرار عن
ھلاک بکفرہ وقال للقاضی اکتب
خطک بالتکفیر فامتنع
القاضی فالزمہ الوزیر
بذالک فامر بالحلاج
وضرب الف سوط۔ فلم
یتأوہ وقطعت یداہ
ورجلاہ وصلب ثم

کا سبب بنا۔ سوائے اِس بات کے
کہ وزیرِ حکومت وقت کو شاہ منصور
پر ناراضگی تھی۔ کئی بار عدالت میں پیش
کیا گیا۔ مگر کوئی فعل خلافِ شرع ثابت
نہ ہو سکا تو پوچھا۔ کیا اِس کی کوئی تصنیف
بھی ہے۔ پس جماعت نے کہا کہ ہاں
ہے۔ قاضی وقت نے پوچھا شاہ منصور سے
کہ کیا یہ تمہاری کتاب ہے؟ منصور نے
فرمایا۔ ہاں میری ہے۔ قاضی نے اِن سے
پوچھا کہ جو آپ نے کتاب میں لکھا ہے وہ
کہاں سے اخذ کیا ہے؟ جواب دیا کہ امام
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے، اور منصور
حلاج کو علم نہ تھا کہ انھوں نے میرے خلاف
منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ قاضی نے جواب میں
کہا۔ تم جھوٹ بولتے ہو" اے حلال القتل"
اس پر وزیر نے یہ حکم خوب یاد رکھا۔ اور قاضی
سے کہا کہ فرع ہے تمہارے حکم کا کہ یہ کافر
ہے۔ پس انکاری ہوا۔ پس وزیر نے
قاضی کو مجبور کر دیا کہ وہ لکھے کہ یہ کافر ہے
پس قاضی نے حکم دے دیا۔ اور ہزار کوڑا
مارا گیا۔ پس اُف تک نہ کی۔ پھر اس
کے ہاتھ، پاؤں کاٹے گئے۔ اور سولی پر

www.sirat-e-mustaqeem.com

حرق بالنار ووقع الاختلاف بين الناس فيه اهو الذی صلب ام رفع كما وقع فی عیسیٰ علیه السلام

پر چڑھا دیا گیا۔ پھر آگ میں جلایا گیا۔ پس اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں میں پیدا ہوا کہ شاہ منصور کو پھانسی پر چڑھایا گیا، یا آسمان پر اٹھایا گیا۔ مثل حضرت عیسیٰ ع کے

۱۳۔ الیواقیت والجواهر ص۱۱ ج ۱۔

امام الشیخ محی الدین بن العربی وسیدی عمر بن الفارض رضی الله عنهما فلم یزل المنکرون ینکرون علیهما ویقولون بتکفیرهما الی وقتنا هذا۔ قلت قد صنف شیخنا الجلال الدین السیوطی کتابا فی الذب عن الشیخ محی الدین ابن العربی سماه تنبیه الغبی فی تبرئة ابن العربی وکتابا آخر سماه قمع المعارض فی نصرة ابن الفارض لما وقعت فتنة الشیخ برهان الدین البقاعی بمصر

جہاں تک شیخ محی الدین ابن عربی اور عمر بن فارض رحمۃ اللہ علیہما کا تعلق ہے ہمیشہ منکرین ان کا انکار کرتے رہے۔ اور ان پر اعتراض کرتے اور فتوے کفر دیتے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ جلال الدین سیوطی نے ایک کتاب لکھی جس میں محی الدین ابن عربی پر معترضین نے جو اعتراض کیے تھے ان کے جواب دیئے، جس کا نام رکھا "تنبیہ الغبی فی تبرئۃ ابن العربی" اور دوسری کتاب لکھی جس کا نام رکھا۔ "قمع المعارض فی نصرۃ ابن الفارض" یہ کتابیں اس وقت لکھی گئیں، جب علامہ برہان الدین البقاعی کا مصر میں ان کے متعلق فتنہ بپا ہوا تھا۔

۱۴۔ طبقات الکبریٰ شعرانی اور مرآۃ الجنان امام یافعی ص۲۳۴

وقتلوا الامام العارف ابا القاسم بن

اور علماء کے فتوے پر قتل کیا، امام

www.sirat-e-mustaqeem.com

قسي وقتلوا ابن برجان وقتلوا عارف الحق والعارف المرجاني مع كونهم ائمة - يقتدى بهم وتمادى الحساد عليهم نشهدوا عليهم بالكفر

عارف باللہ ابوالقاسم بن قسی کو ۔ اور اسی طرح قتل کیا فتوے پر عارف باللہ ولی اللہ ابن برجان کو ۔ اسی طرح قتل کیا ولی اللہ خولی کو ۔ اور عارف کامل ولی اللہ مرجانی کو ۔ باوجودیکہ یہ امام تھے علوم ظاہریہ، باطنیہ میں ۔ ان کی اقتداء کی جاتی تھی ۔ حاسدوں اور عنادیوں نے ان پر کفر کی گواہی دے کر قتل کرایا نعوذ باللہ

*

۱۶ ۔ شعرانی رحمتہ اللہ علیہ طبقات الصوفیہ صفحہ ۱۵ جلد ۲

ومنهم الشيخ ابو العباس هو من اجلاء مشائخ مصر ومحققهم وكان له مكاشفات عجيبة في مستقبل الزمان فكان لا يخبر بشئ الا جاء كما قال فانكر عليه بعض الفقهاء ـ فقال يا فقيه اشتغل بنفسك فانه بقي من عمرك سبعة ايام ومت فكان كما قال وذكر عليه مرة قاضي وكتب بتكفيره

جن پر کفر کا فتوے لگایا گیا، ان میں شیخ اجل ابوالعباس مصر کے مشائخ میں میں سے تھے ۔ جو محقق تھے ۔ اور عجیب صاحبِ کشف بھی تھے ۔ خاص کر زمانہ مستقبل کی چیزوں پر خدا نے ان کو اطلاع بخشی تھی ۔ اور جس امر کی خبر دیتے تھے اسی طرح وہ نکلتی تھی ۔ پس اس پر بعض علماء نے انکار کیا تو فرمایا " اے فقیہہ! اپنے نفس سے مشغول رہ! تیری عمر کے صرف سات دن رہ چکے ہیں ۔ تم مرجاؤ گے پس اسی طرح ہوا ۔ جس طرح بتایا تھا ۔ ایک مرتبہ قاضی وقت مخالف ہوا ۔ اور کفر کا فتوے دے دیا ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

۱۷۔ طبقات الکبریٰ صفحہ ۱۵ جلد ۱۔ مراۃ الجنان یافعی

واخرجوا محمد بن الفضل البلخی من البلخ وقالوا له لایجوز لك ان تسكن فی بلدنا حتی جعلوا فی عنقه حبلاً ویمرّ به علی اسواق المدینة ویقولون هذا مبتدع۔ نرید ان نخرجه۔ ففعلوا به۔

انہوں نے عارف باللہ ولی اللہ محمد بن فضل بلخی کو بلخ سے نکالا۔ اور ان سے کہا تمہارے لیے یہ جائز ہی نہیں کہ تم ہمارے شہر میں آباد رہو۔ ان کی گردن میں رسی ڈال کر شہر کے بازار میں گھسیٹا، اور کہتے تھے کہ ہمارا ارادہ ہے کہ اسکو اپنے شہر سے نکال دیں۔ یہ بدعتی ہے، پس ایسا ہی کیا۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صد ۲۴ ج ۱۔

۱۸۔ بیرون آوردہ شد از زندان واسط وپنہان ماند در نہانخانہ بنجسال بسبب انکار وے بر شیخ عبدالقادر قطب الاولیاء تاج المفاخر وبر غیر وے۔ از شیوخ اہل المعارف وبود ایں انکار وے از جملہ خذلانی وتلبیس ابلیس وغرور وعجب از وے پھر لکھا۔

وگفت یا فلاں شیخ عبدالقادر بزرگ است وشان او عظیم است وانکار بر شان زہر قاتل است

علامہ ابن جوزی کو واسط کے جیل خانے سے باہر نکالا گیا۔ اور وہ پانچ سال تہ خانے میں چھپا رہا۔ بوجہ اس اعتراض کے جو انہوں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاولیاء تاج المفاخر پہ کئے تھے اور دوسرے مشائخ پر بھی جو صاحب معارف بھی تھے۔ اور یہ انکار اس کے لیے باعث ذلت تھا۔ جو اس نے ابلیس کے بہکانے اور ذاتی کبر کی بناء پر کیا۔ اور فرمایا شیخ عبدالحق رح نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ اور بڑی شان رکھنے والے

www.sirat-e-mustaqeem.com

خدا تعالےٰ نگاہدارد ازاں

اور اُن کا انکار زہر قاتل ہے۔ خدا تعالےٰ ان کے انکار وغیرہ سے محفوظ فرمائے۔

۱۹۔ امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ جن کا وجود ہندوستان میں نہ ہوتا تو آج سے چار سو سال پہلے اسلام اس ملک میں ختم ہوگیا ہوتا۔ اکبر کی برائیوں اور الحاد کی وجہ سے ہم سب کی آج لمبی لمبی لٹیں، یعنی چوٹیاں ہوتیں۔ اور مورتیوں اور دیویوں کے سامنے "رام۔ رام" کرتے ہوتے۔ امام ربانی رح کے وجود کی برکت سے خدا تعالےٰ نے اس برصغیر میں اسلام کو محفوظ فرمایا۔ اُن پر فتوے لگایا گیا۔ اُن کے مکتوبات کی تردید لکھی گئی۔ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید حسن خاں افغانی آپ سے منحرف ہوکر مکتوبات چرا کر لے بھاگا۔ ان مکتوبات میں تحریف کرکے عمائد وقت کے پاس ان کو بھجوایا۔ جو ان مکتوبات کو دیکھ کر سخت بے اعتقاد ہوکر منحرف ہوگئے۔ بھلا برا کہنا بھی شروع ہوا۔ اسی حالت میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی آپ کا رد لکھا۔ مگر حسن خاں کی شرارت معلوم ہوئی تو تائب ہوکر معافی مانگی۔ اسی طرح محمد صالح گجراتی نے آپ کے رد میں ایک رسالہ "مسماۃ الاغتیا" لکھا۔ اور ایک مرد سید محمد برزنجی مدنی کے پاس پہنچ کر لکھوایا، جس کا نام ایراد البرزنجی رکھا گیا۔

اصل میں یہ شیخ محمد صالح گجراتی اور اس کے ہم نوا محمد عارف اور مولوی عبداللہ سواتی، ان تمام نے مل کر اور زر کثیر خرچ کرکے عربی زبان میں مکتوبات کا ترجمہ کیا۔ مگر ایک فاضل اجل، عالم بے بدل اور عالم باعمل، عالم ربانی شیخ نور الدین محمد بیگ خوری آپ کے اصل مکتوبات ہندوستان سے منگوا کر مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ تمام تحریف سے کام لے کر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو بدنام کیا گیا ہے۔ جس طرح سابقہ صوفیہ کی کلام میں تحریف کرکے صوفیہ محققین پر قتل، کفر کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

فتاویٰ لگا کر ظلم ڈھائے جاتے رہے۔ آخر مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بددعا سے سید برزنجی ہلاک ہوا۔

۲۰۔ قال السیوطی فی قمع المعارض بنصرة ابن الفارض ان غرّ لث دندنة الذهبی فقد دندن علی الامام فخر الدین بن الخطیب ذی الخطوب وعلی اکبر من الامام وهو ابوطالب المکّی صاحب قوت القلوب وعلی اکبر من ابوطالب وهو الشیخ ابوالحسن الاشعری الذی ذکرہ یجول فی الآفاق ومجبوب وکتبه مشحونة بذلک المیزان والتاریخ وسیر النبلاء اتقبل کلامه

علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "قمع المعارض بنصرۃ ابن فارض" میں لکھا ہے کہ امام ذہبی کے بے مغز اعتراض تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دیں۔ پس تحقیق اس نے امام فخر الدین رازی پر اعتراض کیا جو کہ ذی فضائل تھے۔ اور امام فخر الدین سے بھی بڑے آدمی پر بھی اعتراض کئے۔ وہ ابوطالب مکی ہے، صاحب کتاب قوت القلوب اور ذہبی نے ابوطالب مکی سے بھی بڑے آدمی پر اعتراض کئے۔ وہ شیخ ابوالحسن اشعری ہیں، جن کا ذکر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا ہوا ہے، اور امام ذہبی کی کتابیں ان کی برائی سے بھری پڑی ہیں۔ میزان الاعتدال اور تاریخ ذہبی اور سیر النبلاء۔ کیا پس تم ذہبی کی کلام کو ان بزرگوں کے حق میں قبول کرو گے، جو ذہبی نے بدگوئی کی۔ ہرگز ہرگز قبول نہ ہوگی۔ خدا کی قسم ان بزرگوں کے حق میں قبول نہ ہوگی۔ بلکہ ان بزرگوں کا جو صحیح حق ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

فی ۔ ۔ و لا ۔ کلام ۔ ا اللہ ۔ لا یقبل ۔ کلام ۔ فیھم بل نوصلھم حقھم ونوفیھم انتھی

وہ ہم ان کو پورا پورا دیں گے۔ یعنی ان بزرگوں کی جو شان عند اللہ ہے، اس شان کو ملحوظ رکھیں گے۔ ذہبی کی کلام، جرح پر ان کی شان گرا نہ دیں گے۔ دشمن صلحاء و اولیاء ہر زمانہ میں پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ جیسا قرآن کی آیت وجعلنا لبعضکم لبعضٍ عدو سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

یہ چند مثالیں اس لیے پیش کی گئی ہیں کہ قارئین اس تاریخی حقیقت سے واقف ہو جائیں کہ علمائے ظاہر نے کہیں تو علوم صوفیہ سے جہالت کی بناء پر اولیاء کرام کو ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا اور کہیں اس مقدس گروہ سے حسد اور عناد کی وجہ سے ان کو کافر و زندیق ٹھہرایا اس لیے نبوت کے اس باطنی اور پہلو سے خالی اور جاہل علمائے ظاہر کی بیباکیاں اور ستم ظریفیاں کوئی وزن نہیں رکھتیں۔ چونکہ یہ لوگ فن سے واقف نہیں، اس لئے ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔

آدابِ سلوک اور تربیتِ سالکین

ہر کام کے کرنے کا سلیقہ ہوتا ہے۔ اگر اس کا لحاظ نہ رکھا جائے، تو مقصد حاصل ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اولیائے کرام جس طرح سالکین کی تربیت کرتے ہیں اس کے لئے بھی سلیقہ چاہئے۔ سب سے پہلے مقصد کا تعین ہے۔ سالک کا مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہو

www.sirat-e-mustaqeem.com

فی ... ولا کلام اللہ لا یقبل کلامہ فیھم بل نوصلھم حقھم ونوفیھم انتھی

وہ ہم ان کو پورا پورا دیں گے۔ یعنی ان بزرگوں کی جو شان عند اللہ ہے، اس شان کو ملحوظ رکھیں گے۔ ذہبی کی کلام، جرح پر ان کی شان گرا نہ دیں گے۔ دشمن صلحا و اولیاء ہر زمانہ میں پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ جیسا قرآن کی آیت وجعلنا لبعضکم لبعضٍ عدو سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

یہ چند مثالیں اس لیے پیش کی گئی ہیں کہ قارئین اس تاریخی حقیقت سے واقف ہو جائیں کہ علمائے ظاہر نے کہیں تو علوم صوفیہ سے جہالت کی بناء پر اولیائے کرام کو ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا اور کہیں اس مقدس گروہ سے حسد اور عناد کی وجہ سے ان کو کافر و زندیق ٹھہرایا۔ اس لیے نبوت کے اس باطنی اور پہلو سے خالی اور جاہل علمائے ظاہر کی بیباکیاں اور ستم ظریفیاں کوئی وزن نہیں رکھتیں۔ چونکہ یہ لوگ فن سے واقف نہیں، اس لیے ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔

آداب سلوک اور تربیت سالکین

ہر کام کے کرنے کا سلیقہ ہوتا ہے۔ اگر اس کا لحاظ نہ رکھا جائے، تو مقصد حاصل ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اولیائے کرام جس طرح سالکین کی تربیت کرتے ہیں اس کے لئے بھی سلیقہ چاہیئے۔ سب سے پہلے مقصد کا تعین ہے۔ سالک کا مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہو

www.sirat-e-mustaqeem.com

مقصد

ومن الناس من يعبد الله على حرفٍ فان اصابه خيرن اطمان به وان اصابته فتنة ن انقلب على وجهه خسر الدنيا والاخرة ذالك هو الخسران المبين

يدخل فيه من يعبد الله او يذكر الله تعالى طمعا في الكرامات والمكاشفات والالهامات والمكالمات بالارواح والملائكة ومحمدة الخلق ونيل دنيا هم فاذا راى ذالك سكن واطمئن الى العبادة والذكروان لم يرى شيئا منها تركها وتهاون فيها. خسر الدنيا بفقدان الجاه والقبول والافتضاح عند الخلق والاخرة ببقائه في الحجاب عن مشاهدة الحق واحتراقه بنار البعد

اس آیت میں وہ شخص بھی داخل ہے جو اللہ کی عبادت یا اللہ کا ذکر اس طمع میں کرتا رہے کہ کرامات ظاہر ہوں یا کشف اور الہام ہونے لگے یا ارواح سے کلام کرنا آجائے یا لوگ تعریف کرنے لگیں یا لوگوں اور دنیوی منافع حاصل ہوں پھر اگر ان چیزوں میں سے کچھ حاصل ہو جائے تو اطمینان سے عبادت اور ذکر کرتا رہے اور اگر ان مقاصد میں سے کچھ حاصل نہ ہو تو ذکر و عبادت میں سستی کرنے لگے۔ بلکہ اسے چھوڑ دے اسے دنیوی خسارہ تو یوں ہوا کہ نہ جاہ و مرتبہ ملا نہ مقبولیت و شہرت نصیب ہوئی۔ اور اخروی خسارہ یوں ہوا کہ حق کے مشاہدہ سے حجاب میں رہا۔ اور بُعد کی آگ میں جلنا نصیب ہوا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

فائدہ اس آیت میں ایسے صوفی ذاکر کی مذمت ہے۔ جو ذکر میں مشغول ہوتا ہے محض اس واسطے کہ مجھے کشف قبور حاصل ہو جائے یا ارواح سے کلام ہو جائے، یا تجلیات باری تعالےٰ یا انوار نظر آجائیں۔ یا الہام ہو جائے۔ یا لوگ مجھے اچھا جان کر میری تعریف و مدح کریں، یہ شخص طالب مولےٰ نہیں، نہ طالب رضائے الٰہی کا ہے۔ اگر مذکورہ چیزیں اس کو حاصل نہ ہوں تو دنیا میں خسارہ میں رہا اور آخرت خود خراب کی کہ طالب مولےٰ نہ تھا۔ لہٰذا ہر انسان کا فرض ہے کہ ذکر میں مشغول ہو تو محض رضائے الٰہی کے لئے ہو۔ یہ چیزیں اکثر خود بخود آجاتی ہیں مقصود نہیں ہیں، نہ ہی ان کو مقصود بنایا جائے۔

خلق الانسان من عجل ساوریکم ایاتی فلا تستعجلون

انسان جلدی کا بنا ہوا ہے۔ عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھلائے دیتے ہیں پس تم مجھ سے جلدی مت مچاؤ۔

ولما کان فی ھذہ الآیات الانکار علی العجلة دل علی امر بترکھا ولو فی السلوك والتصوف وقد جرب ان اصل اکثر التشویشات والتحیرات فی الطریق ھو العجلة

فائدہ اس آیت میں جلدی کرنے سے انکار ہے۔ اس سے مطلقاً اس کے ترک کرنے کا حکم بھی لازم آیا جس میں علم سلوک، تصوف بھی داخل ہے۔ لہٰذا اس کے حصول میں بھی جلدی نہ کی جائے اور تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ طریق سلوک میں زیادہ تر پریشانیاں اور حیرانیاں، بلکہ ارتداد طریقت کا سبب بھی عجلت یعنی جلدی ہے۔ اس راستے میں جلدی اور زیادتی ترقی میں مضر ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کلام باری تعالےٰ ہوئی (کلیم اللہ ہوئے) تو فوری زیادتی کی طلب فرمائی رب ارنی انظر الیك آخر نتیجہ ہوا خر موسےٰ صعقاً

گر کر بے ہوش ہوئے تو فرمایا۔

"اے موسیٰ تجھ کو رسول بنا کر اور کلام کر کے مخلوق سے چن لیا اور منتخب کر لیا ہے۔ پس جو کچھ میں نے دے دیا ہے، اس کو پکڑو، اور اس پر خدا کا شکریہ ادا کرو۔"

قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ۔ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ○

معلوم ہوا کہ کاملین کا طریقہ ہی تفویض ہے نہ اختیار

قال تعالیٰ ۔ بل عباد مکرمون لایسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ۔ وفی ھذہ الاٰیۃ اشارۃ الی ان الکامل لا یختار شیئاً بل شانہ التفویض والجریان تحت الاقدار مع طیب النفس ۔

بلکہ معزز بندے وہ ہیں جو اس سے بڑھ کر بات نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے موافق چلتے ہیں اور عمل کرتے ہیں اس میں اشارہ ہے کہ یہی حال کاملین کا ہے، وہ خود حرکت نہیں کرتے، بلکہ سپردِ خدا کرتے ہیں کام جو بھی ان کو تفویض ہو، اور خوش، خرم قدرتِ باری کے ماتحت ہو کر چلتے ہیں۔

فائدہ

بہر حال صوفی کو جو مل جائے اس پر شاکر ہونا چاہیئے اور یہ بھی خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ مشاہدات۔ مکالمات الہامات اور اسرار و رموز وغیرہ اس عارف پر منکشف ہوتے ہیں، جس کو ملائکہ سے مشابہت پیدا ہو جائے۔

ملائکہ میں عقل اور روح ہے، نہ نفس ۔ اور حیوانوں میں روح۔ نفس ہے، نہ عقل۔ انسانوں میں ملائکہ اور حیوان دونوں کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ اگر

www.sirat-e-mustaqeem.com

انسان تابع نفس ہوا تو حیوان ہے، بلکہ اِن سے بھی گیا گزرا — حیوانوں کا کام ہی کھانا اور نسل پیدا کرنا ہے — اور ملائکہ کا کام ہی ذکرِ الٰہی ہے۔ انسان اِن دونوں کے درمیان ہے۔ اگر ذکر میں اور عبادت میں زیادہ مشغول ہوگیا تو عقل نفس پر غالب آگئی تو ملائکہ سے مشابہت ہوگئی۔ پھر یہ مشابہت بھی دو قسم کی ہے، ایک صوری، دوسری حقیقی۔

تفسیر البرہان علامہ زرکشی صفحہ ۱۴۳ ج ۲۔

قال تعالیٰ۔ یسبحون اللیل والنہار لا یفترون وقال تعالیٰ حکایۃ عن خلیلہ والذی ھو یطعمنی ویسقین۔ وفی حدیث حنظلۃ لو انکم تدومون علیٰ ما کنتم عندی لصافحتکم الملائکۃ ولکن ساعۃ وساعۃ ومعنی الآیۃ یطعمنی ویسقین بما یفتح اللہ لخاصتہ من خلقہ الذین لا یطعمون انما غذاؤھم التسبیح والتحمید والتمجید ثبت من ھذہ العبارۃ الذکر نوعان النوع الاول ھو الذکر العارضی والصوری والوقتیۃ والثانی الدائمی اذا کان الذکر بینھم علی الدوام والاستمرار لم تفارقھم الملائکۃ السیاحون الملازمون علی حلق الذکر ولو قربوا من الملائکۃ ھذا القرب لبدت لھم عیاناً لاکرمھم اللہ تعالیٰ من مجلس الصحبۃ وجمیل الالفۃ۔

(۱) رات دن خدا کی تسبیح کہتے ہیں اور سستی نہیں کرتے (۲) حضرت خلیلؑ سے بیان فرمایا کہ میرا رب مجھے طعام شرب دیتا ہے۔ (۳) فرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں اپنے رب کے پاس رات بسر کرتا ہوں وہ مجھے طعام پانی دیتا ہے۔ (۴) حدیث حضرت حنظلہؓ میں کہ اگر تم اس حالت میں رہو جس حالت پر میرے پاس ہوتے ہو تو ملائکہ تم سے مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن حالت بدل جاتی ہے — آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی غذا صرف تسبیح و تحمید اور تہلیل کرنا ہی ہوتا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ ذکر دو قسم ہے۔ اول عارضی وصوری، دوسرا دائمی جب ذکر دائمی صورت اختیار کرلے تو ذاکرین کے متلاشی سیاح فرشتے ان سے جدا نہیں ہوتے اور جب وہ ذاکرین ان فرشتوں سے زیادہ مماثلت پیدا کر لیتے ہیں تو وہ فرشتے انہیں دکھائی دینے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان ذاکرین کو اس فرشتوں کی صحبت اور ان سے الفت کرنے کے ساتھ نوازتے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

فائدہ :- اس سے دو تین امور اور بھی واضح ہوئے اول یہ کہ دوام ذکر اور ریاضت مجاہدہ اور دوام مراقبات سے یکسوئی ہو جاتی ہے اور کشف ملائکہ اور ملائکہ سے مصافحہ حاصل ہو جاتا ہے۔

دوم یہ کہ یہ باتیں صرف صحبت شیخ سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث حنظلہؓ سے واضح ہے۔

البرہان یعنی تفسیر البرہان ج ۲ -

اَعْلَمْ اِنَّهٗ لَا یَحْصِلُ لِلنَّاظِرِ وَلَا یَظْهَرُ لَهٗ اسرارُ العلم و رموزاته من الغیب وفی قلبه بدعة او اصرار علی الذنب او فی قلبه کبر او هوی النفس او حب الدنیا او حب الجاه

خوب جان لے کہ نہیں حاصل ہوتے دیکھنے والے کے لیے، اور نہ ہی ظاہر ہوتے ہیں اسرار علم اور رموزات علم تصوف کے غیب سے، حالانکہ اس کے دل میں بدعت بھی ہو اور اصرار گناہ پر بھی ہو، اور اس کے دل میں تکبر بھی ہو اور خواہش نفس بھی ہو۔ یا حب دنیا اور حب جاہ بھی ہو۔

اور احیاء العلوم صفحہ ۹ جلد ۳ -

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ فاخبران جلاء القلب البصارة یحصل بالذکر وانه لا یتمکن منه الا الذین التقوا فالتقوی باب الذکر والذکر باب الکشف والکشف باب الفوز الاکبر وهو فوز لقاء الله تعالٰی

تحقیق وہ لوگ جن کو شیطان کی طرف سے وسوسہ معلوم ہوتا ہے سو خدا کو یاد کرتے ہیں، پس اچانک ہی وہ دیکھنے والے بن جاتے ہیں پس خبر دی رب العالمین نے کہ تحقیق روشنی قلب کی اور دیکھنا قلب کا حاصل ہوتا ہے، ساتھ ذکر رب کے، اور نہیں تمکین محسوس کرتے اس ذکر سے مگر وہ لوگ جو متقی ہیں پس تقوی دروازہ ذکر کا ہے اور ذکر دروازہ کشف کا ہے اور کشف کامیابی بڑی ہے اور وہ کامیابی ہے ملاقات باری تعالیٰ کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

پہلا باب

مُبَشّرات

ہماری ایک مختصر سی جماعت اپنے شیخ طریقت، عالمِ بے بدل اور صوفی کامل حضرت مولانا اللہ یار خاں صاحب مدظلہ، کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوئی جس میں یہ افراد شامل تھے :-

- مولانا محمد سلیمان صاحب خطیب مسجد مجددیہ چکوال -
- مفتی غلام صمدانی صاحب خطیب جامع مسجد ھجن ضلع سرگودھا -
- مولانا عبد الحق صاحب خطیب جامع مسجد جوھر آباد -
- پروفیسر عبد الرزاق حافظ ایم - اے چکوال -
- پروفیسر حافظ محمد شریف ایم - اے چکوال
- حافظ محمد منظور الحق صاحب بی ، اے ، چکوال -

www.sirat-e-mustaqeem.com

باتیں آئیں گی، جن کا تعلق دینی مسائل کی وضاحت سے ہے اس لئے اِن کا بیان کرنا خالی از منفعت نہ ہوگا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ

ہمارے شیخ مکرم کسی سے مروجہ بیعت نہیں لیتے۔ بلکہ جو شخص خلوص سے دین سیکھنے آتے اُسے تعلیم دیتے ہیں۔ جب اس میں استعداد پیدا ہوجاتی ہے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کراتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت خاص سے اب جسمانی طور پر روضہ اطہر کے پاس پہنچا دیا۔ تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے تجدید بیعت کرنے اور باطنی فیوض حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔

۶: شکرِ نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو

اِس حصے میں اِن حالات کا بھی ذکر ہوگا، جو مدینہ طیبہ کی حاضری کے دوران اس سلسلے میں پیش آئے۔

اما کلام الصوفیۃ فلا یعرف الا بالذوق ولیس کل من اشتغل بالصرف والنحو و باللغۃ او بالفقہ او بالمنطق کان من اهل الذوق انما اهل الذوق هم الذین اشتغلوا بتزکیۃ النفوس والریاضات والمجاهدات وذ ضوا انفسهم باللہ تعالٰی وصارت لهم بذالك دربۃ وملکۃ تامۃ

(البرهان 2 : 124)

www.sirat-e-mustaqeem.com

۱- جولائی ۱۹۷۰ء میں منارہ ضلع جہلم میں جماعت کے .... اجتماع کے موقع پر ایک دن دربار نبوی ؐ میں حج کا معاملہ پیش ہوا۔ عرض کیا "حضورؐ! مروجہ قانون کے مطابق بحری راستہ سے بلادِ عرب میں آنا مشکل ہے کئی بار درخواستیں دیں مگر قرعہ اندازی میں نام نہیں آیا" حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِس دفعہ ضرور آؤ خواہ ہوائی راستہ اختیار کرنا پڑے" چنانچہ حضرت نے فرمایا۔ "پاسپورٹ تیار کراؤ اور قرعہ اندازی کا خیال چھوڑ دو اب تو بلاوا آگیا ہے، اِس لئے جانا ضرور ہے"۔

۲- ۲۵ جنوری ۱۹۷۱ء عصر کے قریب مکہ مکرمہ پہنچ کر حرم شریف میں داخل ہوئے تو آواز آئی "مرحبا، اھلاً و سہلاً" یہ آواز چند ایک ساتھیوں نے بھی سُنی۔

۳- ایک روز حرم میں بیٹھے تھے فرمایا۔ "مطاف میں بے شمار انبیاء کے انوار نظر آتے ہیں" پھر فرمایا۔ غالباً ۹۹، انبیاءؑ یہاں مدفون ہیں[۱]۔ بیت العتیق کی تعمیر

---

[۱] وقال عبد الرحمٰن بن سابط بین الرکن والمقام وزمزم قبر تسعۃ وتسعین نبیا وان قبر ھودؑ وصالحؑ وشعیبؑ فی تلک البقعۃ ویروی ان نبیا من الانبیاء اذا ھلک قومہ جاء ھو والصالحون معہ الی مکۃ یعبدون اللہ فیھا حتی یموتون

(تفسیر مظہری ۳: ۳۶۹)

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور بیاہ زم زم کے جاری ہونے سے پہلے یہاں تشریف لائے اور یہیں وصال ہوا
معلوم ہوتا ہے کہ جن انبیاء کی قوموں پر عذابِ الٰہی نازل ہوا، نزولِ عذاب سے پہلے
انبیاء وہاں سے چلے آتے اور یہاں آکر قیام کیا اور دائمی اجل کو لبیک کہا۔"

فرمایا: "کوئی پندرہ صاحبِ کتاب رسولؑ ہیں۔ بابِ کعبہ سے
مقامِ ابراہیم تک ایک قطار ہے۔ بہت سے انبیاء کے انوار نظر آتے ہیں۔
بابِ کعبہ کے عین نیچے حضرت ہود علیہ السلام دفن ہیں۔ مقامِ ابراہیم کے متصل
حضرت صالحؑ ہیں۔ ایک ساتھی نے قرآن مجید کی وہ آیات پڑھنا شروع کیں
جن میں انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ جس نبیؑ کا یہاں مدفن ہے اُس کا نام
آتے ہی اُس کے مدفن سے انوار اُٹھتے۔ رکنِ یمانی سے حجرِ اسود کی طرف، کوئی تین
گز کے فاصلے پر حضرت داؤد علیہ السلام کا مدفن ہے۔ بعض انبیاء سے ہمکلامی ہوئی۔ تو
اپنا نام نہ بتایا۔ صرف اتنا فرمایا۔ انا رسول اللہ! معلوم ہوا کہ ان کے نام قرآن مجید
میں مذکور نہیں۔ حطیم میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضہ مدفون ہیں۔

۴۔ حرم میں نماز کے لئے جو جگہ انتخاب کی ہوئی تھی اس کا ذکر ہوا۔ جب مراقبہ میں
مسجد نبوی میں پہنچے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے لئے اس
جگہ کا تعین اور قیام کے لئے مکان کا انتخاب یوں اتفاقاً ہی نہیں ہوا۔ بلکہ سُنّت کی
پیروی کرانا مقصود تھی۔ نماز کی جگہ وہ جہاں حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ
پہلی مرتبہ آکر اترے تھے۔ اور مکان سے سنّتِ صدیقیؓ کی پیروی کرائی تھی۔ کہ وہ
اسی راستے حرم میں آتے تھے۔ اس سے یہ ہوا کہ ان سے تمہارا قلبی تعلق اور یکجہتی ہو۔"

۵۔ جنت المعلیٰ جاتے ہوئے پل کے قریب پہنچے تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے آواز
دی۔ پھر مختلف سمتوں سے آوازیں آنے لگیں "ھلموا الینا"۔ حضرت نے
رُک کر ارواح سے عرض کیا کہ آپ ایک سے ایک بڑھ کر ہیں، کس کو چھوڑیں کس
کے پاس جائیں۔ پھر ہر طرف سے آوازیں آئیں۔ مرحبا۔ مرحبا۔ ایک جگہ

کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی اور تمام ارواح کو ایصالِ ثواب کرکے آگے بڑھے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مزار پر گئے۔ ان کے ساتھ ہی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی تربت ہے۔ دیکھا کہ شیعہ حضرات سیاہ لباس میں ملبوس وہاں کافی جمع ہیں۔ نورِ بصیرت سے دیکھا کہ دونوں قبریں خالی پڑی ہیں۔ دونوں حضرات علیین میں چلے گئے ہیں۔ اس کی وجہ شیعہ حضرات کی موجودگی تھی۔

۶۔ فرمایا کہ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان کی جگہ دیکھو۔ رکنِ یمانی سے تیسرے اور چوتھے مصلے کے درمیان جو سفید جگہ ہے۔ یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تیرہ سال تواتر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کی بارش ہو رہی ہے۔

۷۔ مسجد خیف میں گئے۔ فرمایا کہ مسجد خیف کے محراب کے پیچھے حضرت آدم علیہ السلام دفن ہیں۔ قبلہ رو ہو کر دیکھا جائے تو محراب کے بائیں جانب زیور مسجد کے متصل باہر مدفون ہے۔ ۱؎

پہاڑ کے متصل مسجد کی دیوار کے ساتھ بارہ انبیاء دفن ہیں۔ ان میں پانچ صاحبِ کتاب ہیں۔ آخری کونہ سے آواز آئی "انا نوح" — وہاں گئے اور دیر تک مراقبہ کیا۔ اور حضرت نوحؑ سے کلام ہوتی رہی۔ فرمایا کہ "مفسرینِ قرآن نے میری قبر کی نشان دہی جو مختلف مقامات پر کی ہے سب غلط ہے۔"

۸۔ جبلِ رحمت پر جہاں مینار بنا ہوا ہے۔ اس کے پاس ہی ایک صاحبِ کتاب رسول دفن ہیں۔ اس مینار کی جگہ حضرت آدم علیہ السلام کو وہ کلمات سکھائے گئے تھے۔ ربنا ظلمنا انفسنا الخ

۹۔ وقوفِ عرفات سے واپسی کے وقت فرمایا "مبارک ہو"

۱؎ مسجد خیف مسالک ملا علی القاری ؒ "وفیہ قبر آدم علیہ السلام"

www.sirat-e-mustaqeem.com

۱۰۔ اذانِ فجر کی جماعت مسجدِ نبوی میں ادا کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پائنتی گیلری میں بیٹھ کر ذکر اذکار و مراقبات کئے۔ دربارِ نبوی میں حاضری ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جماعت کے موجودہ نو افراد کی تجدیدِ بیعت ہوئی۔

۱۱۔ جنت البقیع میں گئے۔ یہاں روافض کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہیں۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر گئے تو آپ نے فرمایا کہ حالات اجازت دیتے تو مریدوں کو یہاں ٹھہرنے کی دعوت دیتا۔

۱۲۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔ فرمایا "میرے بیٹو! تم نزدیک سے پرے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں نفس کا ہجوم ہے" عرض کیا "کچھ گفتگو کرنی ہے۔"

فرمایا "اخبرنی انی ان رجل صالح جاء من الباکستان مع الجماعۃ۔ یہاں روافض کی نحوست برس رہی ہے۔ تمہاری گفتگو متاثر ہوگی۔ علیحدگی میں گفتگو کر لینا۔"

۱۳۔ جمعہ کے روز مسجد نبوی میں پہنچ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارشات کیں۔

س:۔ سالتہ صلی اللہ علیہ وسلم سوالاً روحانیاً عن حدیث الثقلین انی ترکت فیکم الثقلین - کتاب اللہ و اہل بیتی

ج۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حدیث میں جن لوگوں کا ذکر ہے، ان سے تمسک کرنا کتاب و سنت سے تمسک کرنا ہے۔"

س:۔ عرض کیا۔ ایک روایت میں کتاب اللہ کے بعد اہلِ بیتی کا ذکر ہے۔ اور ایک روایت میں سنتی کا ذکر ہے۔ یا رسول اللہ! ان میں تطابق کیسے ہو؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

ج:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل چیز کتاب کے بعد سنت ہے۔ مگر سنت احکام اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ جو لوگ میری سنت کے احکام اور اعمال کے مطابق زندگی ڈھال لیتے ہیں، وہ در اصل سنت کی زندہ تفسیر ہوتے ہیں۔ اس لئے سنت اور حامل سنت کے ذکر میں کوئی تعارض نہیں۔ اور اہل بیت سے مراد چند مخصوص افراد نہیں ہیں بلکہ اس میں عموم ہے۔ خواہ ان کا مجھ سے خونی اور نسبی تعلق ہو یا نہ ہو، اس لئے اہل بیت سے مراد وہ تمام صحابہ اور میرے گھر کے لوگ ہیں جو میری سنت کے حامل ہیں، سب اہل بیت میں آتے ہیں:

س:۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اہل بیت کا لفظ قرآنی عرف میں ازواج اور گھر میں بالعموم رہنے والوں کے لئے بولا جاتا ہے

ج:۔ فرمایا کہ خاص کو عام شامل ہوتا ہے۔ عرف قرآنی میں ازواج اور عموماً گھر میں رہنے والوں کے لئے اہل بیت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ خصوصاً ۔ مگر عام امت میں سے جو متبعین کتاب و سنت ہیں وہ عموماً اہل بیت میں داخل ہیں۔ کل تقی ونقی فھو اھلی (مشکوٰۃ)

س:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شیعہ لوگ تو اس سے بارہ امام مراد لیتے ہیں۔"

ج: فرمایا: "اس تخصیص کا قرینہ کونسا ہے۔ اگر اہل بیت سے مراد نسبی اولاد ہی لی جائے تو میری اولاد میں صرف بارہ کو شامل کرنا اور باقی کو چھوڑ دینا، اس کی بطلان کی دلیل ہے۔"

س: عرض کیا۔ "یا رسول اللہ حضورؐ کا یہ فرمان تو اس آیت کے عین مطابق ہے۔

والسّٰبقون الاوّلون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ[1] میں رضا کا مصداق سب

---

[1] والسبقون الاولون۔ الخ ۔ میں سبقت کے متعلق ۔ باقی صفحہ ۶۹ پر ملاحظہ فرمایئے

www.sirat-e-mustaqeem.com

لوگوں کے لئے ہے۔ جنہوں نے مہاجرین و انصار سابقون الاولون کا اتباع کیا۔ اس اتباع میں نہ خونی اور نسبی تعلق کا ذکر ہے، نہ یہ مراد لی جاتی ہے۔ جب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹ ؎ ۔ مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ مگر امام رازی رح نے خوب فرمایا کہ خود قرآن نے اس کی تصریح کر دی ہے کہ یہ سبقت ہجرت اور نصرت میں ہے۔ اور لفظ مہاجرین اور انصار اس کی دلیل ہے۔ اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہجرت میں سب سے سبقت لے جانیوالے صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ ان کی ہجرت وہی ہے جو ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور والسبقون تا باحسان مبتدا ہے اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اس کی خبر ہے۔ یعنی جن لوگوں نے ہجرت اور نصرت میں سبقت کی ان کو اس کا صلہ یہ ملا کہ اللہ ان سے راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، مگر رضائے الٰہی کا سلسلہ ان کی ذات پر ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ والذین اتبعوھم باحسان تک وسیع ہو گیا۔ گویا مہاجرین و انصار جو سابقون الاولون ہیں، اور ان کے متبعین ہی وہ جماعت ہیں، جن سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ ان سابقون الاولون کی اتباع کے بغیر اللہ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور ان کی مخالفت کرنا خدا کے غضب کا مستحق بننا ہے ان حضرات کی شان قرآن مجید کی اور آیات سے بھی ظاہر ہوتی ہے مثلاً:۔ للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون اور ان صادقین کا دامن تھامے رکھنے کی تاکید ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ۔ آیت کے سیاق و سباق کے مطابق یہاں صادقین سے مراد مہاجرین و انصار ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ جس سے معلوم ہوا کہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

اتباع عام ہے تو رضائے الٰہی کا حصول بھی عام ہے۔

ج۔ فرمایا۔ "ٹھیک ہے۔"

س: عرض کیا۔ "اسی طرح وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ رسول کی مخالفت کا علم اسی صورت میں ہوتا ہے کہ سبیل المومنین کی اتباع چھوڑ دی جائے۔ گویا اتباع سبیل المومنین چھوڑ دینے کا نام ہی رسول کی مخالفت ہے اور اس کا نتیجہ جہنم ہے۔"

ج:۔ فرمایا۔ "یہ درست ہے۔"

بقیہ حاشیہ ۶۹:۔ صحابہ کرام میں تفاوتِ درجات ضرور ہے مگر جنتی سب کے سب ہیں اور ان میں سابقون الاولون کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ اور مہاجرین میں سب سے سبقت لے جانے والے صدیق اکبرؓ ہیں۔ لہٰذا ان کا مرتبہ تمام صحابہ سے بلند ہے۔ اور اللہ کی رضا حاصل کرنا مقصود ہو تو اخلاص کے ساتھ ان سابقین الاولین کی اتباع کے بغیر ممکن نہیں۔

۱؎ مخالفتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پوشیدہ امر ہے اس کی جگہ پر سبیل المومنین کو رکھ دیا تو ظاہر ہے۔ رسولؐ کی اطاعت کا دعویٰ ہر شخص کر سکتا ہے۔ مگر اس دعوے کے صحیح یا غلط ہونے کا معیار یہ قرار دیا کہ سبیل المومنین کا اتباع کیا تو اطاعت کا دعویٰ درست۔ اور اتباع سے منہ موڑا تو رسولؐ کی مخالفت ثابت۔ سبیل المومنین وہی سابقون الاولون کا عمل ہے پھر ان کے متبعین یعنی تابعین اور تبع تابعین کا طریقہ ہے۔ تو جس نے صحابہ کرام کا طریقہ چھوڑا، وہ مخالفِ رسولؐ ہے۔ اور اس کے لئے جہنم کی آگ تیار ہے۔

یہی اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے جس پر نص صریح شاہد ہے۔ اور ان آیات سے تقلید کی ضرورت اور اہمیت بھی ثابت ہوتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

س ۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔شیعہ فرقہ میں بڑے بڑے مفسر، محدث اور متکلم گذرے ہیں اور عبادت بھی کرتے ہیں۔ ان کی عبادت کا کیا مقام ہے ۔

ج ۔ فقاض منبعلی نلی انما الاعمال موتوفۃ علی الایمان اذا فقد الایمان فقد الاعمال مذہبھم غلط ناحق ۔ھم یسبون الشیخین والصحابۃ وازواجی ویقولون بتحریف القرآن ومنکرون بسنتی ۔

س ۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! جس طرح ہمارے سلسلہ کے لوگ آپ کی خدمت میں روحانی طور پر حاضر ہوتے ہیں اس طرح اور لوگ بھی حاضر ہوتے ہیں ۔

ج ۔ فرمایا اذا لم ینسلخ الروح من الجسد فکیف یصل الیّ

س ۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تین چار بزرگ ایسے معلوم ہوتے ہیں جو غوث اور قطب کے نام سے موسوم ہیں ۔

ج ۔ فرمایا ۔ ھم اہل تضلیل

س ۔ سئلت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم سوالا روحانیا ان عقیدتی بان الشیعۃ والقادیانیۃ ومن انکر الحدیث لیسوا بمؤمنین ھل ھی صحیحۃ ام لا

ج ۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ۔ ثم دعا لی بدعاء حسنۃ

س ۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، میں تو شروع سے ہی بساط بھر ان فتنوں کی روک تھام میں لگا ہوا ہوں ۔

ج ۔ فرمایا ۔ تمہاری تبلیغ اور دین کی طرف سے مدافعت کی رپوٹ مجھے پہنچتی رہتی ہے ۔ میں اس سے بہت خوش ہوں اللہ تمہاری مدد کرے گا ۔ اصلاح خلق کے لئے تمہارا موجودہ طریقہ مجھے بڑا پسند ہے ۔

س ۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

کہ اس طرح لوگوں کے عقائد درست ہو جائیں۔ فرائض کے پابند ہو جائیں۔ ان کے معاملات درست ہو جائیں۔ حلال و حرام میں تمیز کرنے لگیں۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری کا خیال پیدا ہو

ج۔ فرمایا کہ میری اور اپنی گفتگو سب لکھ دو اور طبع کرا دو تاکہ ذہن مضبوط ہو اور لوگ مستفیض ہوں۔

حضرت نے فرمایا کچھ باتیں اور بھی ہیں جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اکتم فی صدرک"۔

۱۴۔ فرمایا کہ تمام مومنین کے اعمال ہر سوموار اور جمعرات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری رپورٹ مجھے پہنچتی رہتی ہے۔ اور میں بہت خوش ہوں۔

۱۵۔ اسی جگہ بیٹھے ہوئے روضہ اطہر کے اندر سے اذان کی آواز آنی شروع ہو گئی۔ جب اشھد کا لفظ سنائی دیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ حضرت بلال ہیں۔ جب یہ حی علی الفلاح پر پہنچے تو مسجد نبوی کے مؤذن نے اذان شروع کی۔ حضرت سعید بن میسب رضی کی روایت کی تصدیق ہو گئی کہ الانبیاء احیاء یصلون فی قبورھم۔

۱۶۔ مسجد قبا کے جنوب کی طرف گئے تو دار کلثوم کے پاس ایک گنبد والا مکان نظر آیا۔ حضرت نے فرمایا یہاں حضرت سعد رضی مدفون ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "حضور اکرم ہر ہفتے یہاں تشریف لاتے تھے۔ ہمارے ساتھ انتہائی شفقت کی وجہ سے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول بن گیا۔ روضہ اطہر پر حاضری کے وقت میرے آقا کو میرا سلام پہنچا دینا۔

حضرت سعد ہمارے ایک ساتھی سے مخاطب ہوئے کہ تم نے خواب دیکھا تھا اور مجھ سے پوچھا تھا کہ مدینہ طیبہ یہاں سے کتنی دور ہے تو میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میلین

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور شلاشا میاں ۔ اس ساتھی پر رقت طاری ہوگئی، خواب کا واقعہ یاد آ گیا۔

۱۷۔ جنت البقیع میں گئے کہ حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ استفادہ کیا جائے۔ حضرت شیخ مکرم نے عرض کیا۔ جئنالک لنزور تبرک ونصلی ونسلم علیک یا امی۔

ج۔ قالت اھلا و سھلا مرحبا۔

س ۱۔ میں چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

ج۔ فاسئلوا اجیبکم۔

س ۱۔ یا امی ھل ذھبت الی الصدیق لطلب الفدک؟ ھل غضبت علیہ؟

ج۔ طلبت منه ولکن ما غضبت اذ قرأ علی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث فھمت۔ وکیف غضبت علیہ وھو رفیق ابی فی الغار۔ وانفق ماله علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وترک وطنه واولادہ وازواجه فی سبیل اللہ وھو امیر المؤمنین وخلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی کیف ظننت انی غضبت علی رفیق رسول اللہ وانت عالم بکتاب اللہ وسنت رسوله

عرض کیا۔ یا امی انی متیقن ولکن سئالتک لاتمام الحجۃ علی الشیعۃ یا امی نقلنا عنک الراوی عن الزھری "غضبت فاطمۃ علی ابی بکر ولم تکلمه حتی ماتت"۔

فرمایا۔ وھم الراوی وادرج فی الحدیث ما غضبت علیہ قط

www.sirat-e-mustaqeem.com

واما ما لقول الشیعة هو کذب مفتری من عندهم لعنهم اللّٰہ مالهم من دیننا شیئ عند هم هم اختر عوا من الکذب ویفترون علینا هم ملعونون ومذهبهم ملعون. ما هم علی شیئ واعمالهم باطلة - حبطت اعمالهم وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا - اجتنبوهم یا بنی

پھر فرمایا، یا بنی سمعت من ابی وذکرنی ابی ان رجلا صالحاً جاء من الپاکستان ومعه جماعة وهم اقبیاتی

پھر فرمایا:- یا بنی کیف غضبت علی ابی بکر ونحن اهل بیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الدنیا عند نا ملعونته کیف اغضب علیه بخسیس الدنیا هذا بهتان علی بلغوا الناس ثا جتنبوهم جزاکم اللّٰہ یحفظک اللّٰہ ویحفظ مالک بنصرکم اللّٰہ وهو خیر الناصرین - واسلکوا طریقة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وهو صراط مستقیم ونفکم اللّٰہ علی تبلیغ دین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم - یا بنی اذهبوا بنزل علیهم الغضب -

یا بنی ان هذا ددر الفتن وشکیت ابی ان الروافض یجیئون عند قبری ویوذوننی قال لی ابی انهم یجیئو عند قبری ویوذوننی وانا ادع لهم ان یهدیهم اللّٰہ الی صراط مستقیم وهم ضلوا عن السبیل انا

www.sirat-e-mustaqeem.com

رحمة للعالمين انا بنى اسد مغزون احببت حبيبا حبيبا حبيبا

عرض کیا یا امی اریدان اسئل من ابی جعفر والی عبد الله الجعفر۔

فرمایا۔ کلامی د کلا مهما واحد و هاهما جالسان عندی اما ارایتهما؟

پھر فرمایا کہ بیٹا یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرانهم مغضوبون سینزل علیهم الظلمة

۱۸۔ جبل احد پر گئے تو حضرت نے فرمایا کہ جبل الدماة پر دذہ کے دائیں جانب حضرت ہارون دفن ہیں۔

۱۹۔ فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ روضہ اطہر کے پاس مرد اور عورتیں اور روافض بہت شور اور ہنگامہ کرتے ہیں۔ اطمینان سے روضہ اطہر کا قرب نصیب ہو سکتا۔

حضرت ابوہریرہ فرمانے لگے کہ تم لوگ قرب کے حصول کے لئے عجیب عجیب تجویزیں کر لیتے ہو

عرض کیا۔ حضرت آپ کو اپنی تجویز بھی یاد ہے کہ قرب محبوب کے لئے دنیا و مافیہا کو خیر باد کہہ دیا تھا۔ اگرچہ تین سال کا عرصہ ہی قرب کے لئے نصیب ہوا مگر اس قلیل عرصے میں وہ کچھ حاصل کیا جو دوسروں کو ساری عمر میں حاصل نہ ہو سکا۔ جتنا کوئی شیخ کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی مستفیض ہوتا ہے۔ ہمارے سفر اور پریشانیوں پر غور فرمائیں۔ کیا ہماری درخواست جائز ہے یا نہیں؟

۲۰۔ فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انتم اخلائی و انا

www.sirat-e-mustaqeem.com

احبکم۔ بڑی خوش نصیب ہے یہ جماعت جو آپ کی قیادت میں میری زیارت کو آئی ہے۔ انہیں وہ انعام دیا گیا جس کا شکر تمام عمر ادا نہیں کر سکتے،،

۲۱۔ ۲۲ر فروری صبح کے وقت روضۂ اطہر کے پاس معمول کر رہے تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے خلفاء مجاز پیش کیجیے۔ حضرت نے اپنے چاروں خلفا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کی خامیوں کی نشاندھی فرما کر اصلاح کی تاکید فرمائی۔

۲۲۔ فرمایا الحمد للہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمام انعامات پورے ہوگئے کیا ظاہری کیا باطنی۔ کئی لاینحل مسئلے حل ہوگئے۔

مدینہ طیبہ سے روانہ ہونے سے کچھ پہلے حضرت شیخ مکرم نے رفقاء کو چند نصیحتیں فرمائیں۔

فرمایا۔ قربِ فرائض کے بغیر قربِ نوافل حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فرائض کے سلسلے میں سب رفقاء کو خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فرائض مقرر کئے گئے ہیں، خواہ وہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں یا حقوق العباد سے۔ اُن کی بجاآوری کا خاص خیال رکھا جائے۔ یہ دورِ فتن ہے۔ اپنے آپ کو فتنوں سے بچائے رکھنے کے علاوہ حتی المقدر دوسروں کو بھی حق کی دعوت دینا ضروری ہے۔ علماء حضرات بالخصوص اس ذمہ داری کو محسوس کریں۔ ایک ایک آدمی لے کر اس کی اصلاح اور صحیح تربیت کریں۔

صوفی کا سب سے بڑا سرمایہ محبت الٰہی ہے۔ اور محبت چاہتی ہے اطاعت محبوب کو اور اطاعت کا حق ادا ہوتا ہے قربِ فرائض اور قربِ نوافل کے ذریعے اور قربِ نوافل اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک قربِ فرائض حاصل نہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہو ۔ اتباع سنت کا اہتمام خود کرنا اور دوسروں کو اس کی تلقین کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند ہے ۔

پیٹ کو لقمۂ حرام سے بچاؤ ، زبان کو بیہودہ اور فضول گفتگو اور جھوٹ سے بچائے رکھو ۔ ذکر کا معمول ترک نہ ہونے پائے ۔ ہر روز ایک وقت دربارِ نبوی کی حاضری ضرور دو ۔ سگِ حضوری بہ از ملک دوری ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

دوسرا باب

مشاہدات

حرمین شریفین میں کچھ ایسے منظر دیکھنے میں آئے جنہیں دیکھ کر یہ احساس ہوا کہ اگر کسی ملک میں اسلامی قانون رائج ہو تو اس کی کم سے کم برکات یہ ہیں کہ انسان کی انفرادی اور سماجی زندگی اس اطمینان سے گذرتی ہے جس کے لئے انسانیت ترس گئی ہے۔

عرصہ سے پڑھتے پڑھاتے آتے ہیں کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہٗ ومالہٗ وعرضہٗ لیکن اسے بس ایک نظریاتی حقیقت کے طور پر سمجھا جاتا رہا۔ اس کی عملی تعبیر دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس گئی تھیں۔ یہاں اس کی عملی تعبیر کے چند مناظر دیکھے۔

(۱) حج کے زمانہ میں حرمین میں لاکھوں انسانوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ اور وہ دیوانہ وار

www.sirat-e-mustaqeem.com

پھرتے ہیں۔ اسی تناسب سے گاڑیوں کی تعداد سڑکوں پر دوڑتی رہتی ہوتی ہے مگر دیکھا کہ اس عرصہ میں کوئی ایک حادثہ بھی پیش نہیں آیا نہ گاڑیوں کی ٹکر نہ مسافروں کو کچل دینے کا واقعہ۔ بڑی حیرت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ واقعی یہاں انسانی جان کا احترام ہے۔ وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ گاڑی کے حادثہ میں کوئی جانی نقصان ہو جائے تو تاوان کی روسے کم از کم -/18000 ریال جرمانہ ادا کرنا ہوتا ہے اور وہ ڈرائیور پھر عمر بھر موٹر نہیں چلا سکتا۔

ہمارے یہاں بھی کچھ عرصہ پہلے انسانی جان کی قیمت غالباً -/8000 روپے مقرر کی گئی تھی مگر ٹرانسپورٹروں کی طرف سے احتجاج ہونے لگا کہ یہ ہماری آزادی میں دخل دیا جا رہا ہے۔ ہمیں آزادی ہونی چاہیئے کہ بے تکلفی سے انسانوں کو چیونٹیوں کی طرح روندتے رہیں۔ اب بھی ہمارے اخبارات میں ٹریفک کے حادثات کا تذکرہ ہر روز ہوتا ہے۔

(۲) یہاں مجرم کو سزا سرِعام دی جاتی ہے مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے باہر کھلی جگہ پر لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے باہر مجرم کو لایا جاتا ہے۔ قاضی آتا ہے۔ فیصلہ سناتا ہے اور وہیں لوگوں کے سامنے اگر مجرم قاتل ہے اس کی گردن اڑا دی جاتی ہے۔ اگر چور ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ جبکہ دیکھنے والے یہ منظر دیکھتے ہیں اور کوئی پڑھ رہا ہے۔ اَستغفر اللہ ربی کوئی کہہ رہا ہے اِهدنا الصراط المستقیم معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جرم کی سزا کے لئے جو یہ طریقہ رکھا ہے کہ ولیشهد عذابهما طائفة من المؤمنین۔ اس میں بڑی حکمت ہے اس کا اثر یہ ہے کہ یہاں جرائم بہت کم ہوتے ہیں اور جرائم پیشہ لوگوں کی بہتات نہیں۔

یہ اسلام کے قانون انصاف اور قانون سزا کی برکت ہے کہ جرائم قریباً

www.sirat-e-mustaqeem.com

ناپید ہیں اور لوگوں کی جان مال اور آبرو محفوظ ہے۔

(۳) ایک روز مسجد نبویؐ میں روضۂ مبارک کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس روافض کا ایک گروہ نعرہ بازی کرنے لگا۔ امام مسجد نے حکم دیا۔ سپاہی آ گئے اور ڈنڈے مار مار کر ان کو وہاں سے نکال دیا۔

معلوم ہوا کہ یہاں امام کی حیثیت جج اور مجسٹریٹ کی ہے یہاں امام کو کمین نہیں سمجھا جاتا اور یہ کہ ان لوگوں کو آداب نبویؐ کا ایسا خیال ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنا گویا جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔ اور جن لوگوں کے ہاں نعرہ بازی اور سطحی جذباتیت ہی مذہب کی روح ہو انہیں مجلس نبویؐ کے آداب سے کیا تعلق۔ انہیں لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ کا خیال آتے تو کیونکر۔ بہرحال سپاہیوں کی اس کاروائی سے وہاں موجود لوگ بہت خوش ہوئے کہ آداب سکھانے کا بندوبست یہاں موجود ہے۔

مسجد نبوی میں دفع صوت پر شیعہ کو جو سزا دی گئی اس سے معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ حیاۃ الانبیاء کا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ان کا عقیدہ ہے مسجد نبوی میں درود پڑھا جاتے یا کسی قسم کی آواز بلند کی جاتے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں ورنہ ان کو سزا نہ دی جاتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ

النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی

اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ

تَسْلِیْمًا

تمت بالخیر